مدینہ میں رہو اور مجھے جہاد میں جانے دو۔ بیٹا باپ سے کہتا آپ سالخوردہ
میں گھر میں رہئے اور مجھے اجازت دیجئے۔ باپ کہتا نہیں بیٹا میں دنیا
کا سب کچھ دیکھ چکا ہوں۔ تم ابھی نوجوان ہو مجھے شہادت کا رتبہ
حاصل کرنے دو۔ تم کو تو پھر کسی نہ کسی جہاد میں شریک ہونیکا موقعہ
ملجاویگا۔ میری زندگی شاید دوسرے موقعہ تک وفا نہ کرے۔ میرے
ہاتھ سے یہ موقعہ نہ جانے دو مجھے شہیدوں میں شامل ہونے دو۔
مجھ سے جنت نہ چھینو۔ مجھے اپنے پیارے نبی صلعم پر تصدق ہونے
دو۔ مجھے اللہ اور رسول صلعم کی راہ میں جان دینے دو۔ مگر مانتا کون
تھا۔ سب کے سب اس شمع ہدایت پر قربان ہونے کو تیار رہتے تھے کیں
سے پیچھے رہا جاتا تھا۔ آخر قرعہ اندازیاں ہونے لگیں ؟
سعدؓ اور انکے والد خثیمہؓ میں بھی بحث چھڑ گئی۔ خثیمہؓ کہتا تھا کہ
اے بیٹے تو عورتوں اور بچوں کی حفاظت کر اور مجھے اس جہاد میں

عمیر مشکل ۱۶ سال کی تھی لشکر میں چھپا پھرتا تھا اور رسولِ خدا صلعم کے سامنے نہ آتا تھا اِس خوف سے کہ کہیں اُسے صغیر سن دیکھکر رسولِ خدا صلعم جہاد میں جانے سے روک نہ دیں مگر اِس قلیل لشکر میں وہ کب تک چھپا رہ سکتا تھا آخر اُس کو رسولِ خدا صلعم کے جائزہ میں آنا پڑا اور واقعی اُس کی خوردسالی کی وجہ سے اُسکو اجازت نہ ملی۔ اِسپر وہ زار زار رونے لگا۔ رسولِ خدا صلعم کا دل اُسکی زاری دیکھکر بھر آیا اور آپ نے اُسے اجازت دیدی اور اُس کے حق میں دعائے خیر کی۔

اِسی طرح اَور چند ایک نوخیز لڑکوں نے رو رو کر اور سخت مِنت سماجت سے جہاد میں جانے کی اجازت حاصل کر لی۔

جب اِس سارے لشکر کی مردم شماری کی گئی تو اُن کی کُل تعداد ۳۱۳ تھی اور ٹرینسپورٹ (بار برداری) صرف ستر اونٹ اور دو گھوڑے تھے۔

اِس سازوسامان اور اِس تعدادِ قلیل کے ساتھ اسلامی جماعت مشرکین کے مقابلہ پر تیار ہوئی۔

جب کوچ کی تیاری ہوئی تو رسولِ خدا صلعم نے اللہ تعالےٰ کے حضور میں دعا کی کہ "اے میرے پروردگار تیرے بندے اور تیرے خلیل ابراہیم علیہ السلام نے تجھ سے شہر مکہ کے بارہ میں دعائے برکت کی تھی اور تو نے قبول کی تھی۔ اِسی طرح میں تیرا بندہ اور تیرا رسول تجھ سے دعا کرتا ہوں کہ تو اِس شہر مدینہ کو برکت دے اِس کے باشندوں پر اپنا فضل کر اِس کے اندر کو پُر امن بنا اور اِسے ہر بلا سے محفوظ رکھ۔"

پھر اپنے لشکر اور ساز و سامان کیطرف نظر کر کے دعا کی کہ اے میرے پروردگار یہ قلیل جماعت تیرے حکم سے جہاد کرنے جاتی ہے ان کے پاس سواری کا سامان کافی نہیں ان کو سواری دے یہ برہنہ ہیں ان کو لباس دے یہ گرسنہ ہیں ان کو سیر کر یہ محتاج ہیں ان کو اپنے فضل سے غنی کر اور ان کو دشمنوں پر غلبہ دے"۔ اس دعا کے بعد اللہ کا نام لیکر لشکر اسلام مدینہ منورہ سے روانہ ہوا اونٹ چونکہ تھوڑے تھے اس لئے یہ تجویز ہوئی۔ کہ کچھ آدمی سوار ہو جائیں۔ اور باقی پیادہ چلیں اور کچھ دور جا کر سوار پیادہ چلیں اور پیادہ سوار ہو جائیں اسی طرح باری باری سوار ہو کر منزلیں طے کرتے جائیں۔ خود رسول خدا صلعم بھی اسی طرح اپنے صحابہؓ کے ساتھ باری باری سوار اور پیادہ چلے اور منزلیں طے کر کے جا و بدر پر رونق افروز ہوئے ⁂

بیشک یہ جماعت نہایت قلیل تھی۔ مگر اللہ اُن کے ساتھ تھا اور اُن کو اللہ اور اُس کے رسول صلعم پر کامل ایمان اور کامل بھروسہ تھا۔ بلاشبہ اُن کے پاس سامان نہ تھا۔ مگر اتفاق۔ ایثار صداقت ہمت۔ شجاعت۔ صبر۔ اور قناعت سے مالا مال تھے۔ اُن کی لغت میں موت کے معنے حیات رزم کے معنے بزم فاقہ کے معنے روزہ زندہ کے معنے غازی اور مقتول کے معنے شہید تھے۔ وہ دنیا کو فانی اور عقبےٰ کو باقی سمجھتے تھے اور اللہ کی راہ میں جان دینے کو اپنی نجات ابدی خیال کرتے تھے ⁂

یہ قلیل جماعت اس ارادے اور عزم کے ساتھ مدینہ سے نکلی تھی کہ کفار عرب کا وہ بڑا قافلہ جو شام سے واپس آ رہا تھا اور جس

ہیں وہ سب لوگ شامل تھے۔ جنہوں نے رسولِ خدا صلعم اور آپ کی جماعت کو سخت سے سخت دُکھ اور ایذائیں دی تھیں اور جنکے ہاتھ سے اسلام نے سخت مصیبتیں اٹھائی تھیں اور جو اب تک اس نور خدا کو بجھانے پر آمادہ اور تلے بیٹھے تھے اس قافلہ کو راستہ ہی میں جنگ کے لئے طلب کریں اور اللہ تعالیٰ کی تائید سے اسپر نصرت پاکر دشمنانِ خدا کی جمعیت کو توڑیں اور اہل اسلام کے حوصلے بڑھائیں ۔ مگر اس قافلہ کے سالار ابوسفیان کو پہلے سے ہی اس بات کی اطلاع مل گئی۔ کہ مسلمانوں کی ایک جماعت راستہ میں اُن کی مزاحمت کرنیوالی ہے اسپر اُس نے ایک آدمی نہایت تیز رفتار اونٹ پر سوار کرکے مکہ میں بھیجدیا۔ تاکہ اہل مکہ اُن کی حفاظت کے لئے جلد آجائیں ٭

جب وہ شخص مکہ میں پہونچا توتمام مکہ میں گھبراہٹ پھیل گئی۔ کیونکہ اس قافلہ کے باسلامت آنے میں سب کو دلچسپی تھی اسپر عتبہ بن ربیعہ ابوجہل اور دیگر سرداران مکہ ایک ہزار آدمیوں کی جمعیت سے جسمیں بڑے نامی جنگجو اور زرہ پوش تھے ڈبل کوچ کرتے ہوئے چاہِ بدر کے دوسری طرف اُسی دن پہونچے جس دن کہ اسلامی جماعت وہاں پہونچی تھی۔ اور پانی کے ایک کنوئیں پر فریقین کے پانی بھرنے والوں کا مقابلہ ہوا اسپر فریقین نے ایک دوسرے کے مقابل ڈیرے لگا دیئے ٭

جب رسولِ خدا صلعم کو معلوم ہوا کہ بجائے قافلہ کے مکہ کے جنگجو اور باسامان سرداروں کیساتھ مقابلہ پیش آیا ہے تو آپ نے

اپنے صحابۂ کرام سے مشورہ طلب کیا۔ سب نے یکزبان ہوکر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم گو دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے اور سامان حرب بھی اُن کے پاس بہت ہے مگر ہم سب کی جانیں حضور پر تصدق اور فدا ہیں۔ ہمیں آپ جو کچھ حکم دیں گے بسر و چشم بجالاویں گے۔ ہم حضرت موسٰی علیہ السّلام کی قوم کی طرح نہیں ہیں جنہوں نے حضرت موسٰی علیہ السّلام سے یہ کہا تھا کہ "جا تو اور تیرا رب دشمنوں سے مقابلہ کر لے پھرو" بلکہ ہم تو اللہ کے راستہ میں اپنی جانیں فدا کئے ہوئے ہیں اور شہادت کے مشتاق ہیں اللہ تعالے ہمارے نصیب کرے۔

اسپر رسول خدا صلعم بہت خوش ہوئے اور اپنے لشکر کی صفیں باندھکر انہیں دشمن کے مقابل کھڑا کیا۔

اسلامی لشکر کا علم بردار مصعب بن عمیرؓ نامزد ہوا اُدھر ابوجہل اور عتبہ بن ربیعہ نے بھی اپنے لشکر کی صفیں درست کیں وہ اسلامی لشکر کی قلیل تعداد دیکھکر بہت ہی خوش تھے اور اس امید میں تھے کہ آن کی آن میں لشکر اسلام پر غلبہ حاصل کر لیں گے۔

لشکر مشرکین کی طرف سے عتبہ بن ربیعہ مع اپنے بھائی شیبہ اور بیٹے ولید کے میدان میں نکلا تینوں از سرتا پا آہن پوش تھے اُن کو دیکھکر لشکر اسلام میں سے تین جوان انصار (اہل مدینہ) نکلے مگر عتبہ نے بڑے زور سے للکارا کہ ہمارے مقابلہ پر اہل قریش میں سے ہمارے رتبہ کے جنگجو آئیں ہم اپنے سے ادنٰے آدمیوں سے مقابلہ نہیں کرینگے۔

یہ سنکر رسولِ خدا صلعم نے انصار کو میدان سے واپس آنیکا حکم دیا اور مہاجرین (اہلِ مکہ) کی طرف نظر کی - اسپر مہاجرین میں سے حضرت حمزہؓ بن عبد المطلب حضرت علیؓ بن ابیطالبؓ اور حضرت عبیدہ رضؓ بن حارث بن عبد المطلب زرہ پہنے ہوئے میدان میں نکلے - جب عتبہ کے قریب گئے - تو عتبہ نے حضرت حمزہؓ سے پوچھا کہ تو کون ہے ؟ حضرت حمزہؓ نے جواب دیا کہ میں ہوں حمزہؓ ابن عبد المطلب شیر خدا و شیر رسول صلعم اسپر عتبہ نے کہا واقعی تو میرا ہمسر اور ہم پلہ ہے مگر تیری داہنی طرف کون ہے ؟

حضرت حمزہؓ نے جواب دیا کہ یہ ہیں حیدرِ کرار علیؓ ابن ابیطالب عتبہ نے کہا کہ بیشک یہ بھی ہمارے برابر کا ہے مگر تیری بائیں طرف کون ہے - حضرت حمزہؓ نے جواب دیا کہ یہ ہیں عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب عتبہ نے کہا بیشک یہ بھی حسب نسب میں ہمارا ہم پلہ ہے ۔

اسپر حضرت حمزہؓ تو عتبہ کے بالمقابل ہوئے اور حضرت علیؓ ولید کے مقابل - اور حضرت عبیدہؓ شیبہ کے دو بدو ہوئے ۔ لڑائی شروع ہوئی - عتبہ بیشک بڑا مشہور دلاور اور نامی جنگجو تھا - مگر مقابل پر بھی شیر خدا اور شیر رسول حضرت حمزہؓ تھے - جنکی تلوار کا وار عرب میں کوئی سنبھالنے والا نہ تھا تھوڑی دیر میں ہی حضرت حمزہؓ کی تلوار عتبہ کو مع زرہ سر سے کاٹتی ہوئی اسکی کمر تک اتر گئی - حضرت علیؓ نے بھی لحظہ بھر میں ولید کا کام تمام کیا مگر شیبہ نے چالاکی کر کے حضرت عبیدہؓ کی پنڈلی پر اس زور سے

تلوار کا وار کیا کہ پنڈلی صاف کٹ گئی۔ فوراً حضرت حمزہؓ شیبہ کے مقابل ہوئے اور آن فان میں اُس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اِن تینوں کے مارے جانے پر لشکر مشرکین میں ایک تہلکہ پڑ گیا اور ان پر سناٹا کا عالم چھا گیا۔ مگر لشکر اسلام کو بڑی خوشی ہوئی۔ اور اللہ تعالےٰ کا شکر بجا لائے ۔

جب ابوجہل نے اپنے لشکر کو سہما ہوا دیکھا تو اُس نے اُن کو سخت اشتعال دیا کہ سب کے سب لشکر اسلام پر حملہ کر دیں چنانچہ انہوں نے کئی بار سخت حملے کئے۔ مگر حضرت حمزہؓ اور حضرت علیؓ اور دیگر صحابہؓ کرام نے ہر بار اُن کو پسپا کر دیا۔ پھر بھی لڑائی بڑے زور سے ہوتی رہی اور ابوجہل بار بار انہیں حملے کرنے کی تاکید کرتا رہا ۔

حضرت عبدالرحمنؓ بن عوف کھڑے تھے۔ کہ دو نوجوان لڑکے گلے میں تلوار لٹکائے آئے۔ اور اُن سے پوچھنے لگے کہ ابوجہل کہاں ہے؟ حضرت عبدالرحمنؓ نے پوچھا کہ تم اُسے کیوں پوچھتے ہو؟ انہوں نے جواب دیا کہ ابوجہل خدا کے رسول صلعم کا دشمن ہے اور ہم نے قسم کھائی ہے ہم سکو قتل کر دیں گے۔ حضرت عبدالرحمنؓ نے کہا کہ ابوجہل وہ کنارے جھنڈے کے نیچے ہے۔ لیکن وہ بڑا آزمودہ کار جنگجو ہے اور تم ابھی بچے ہو۔ تم کب اُس کیساتھ عہدہ برا ہو سکو گے مگر اِن لڑکوں نے مطلق پروا نہ کی۔ اور لشکر میں گھس کر تلواریں کھینچے ہوئے ابوجہل تک جا پہنچے اور بجلی کی طرح کوند کر اس پر وار کرنے لگے۔ ابوجہل ان کے وار روکتا تھا۔ اور داؤ پا کر انہیں زخمی کئے جاتا تھا مگر آفرین اُن لڑکوں پر کہ انہوں نے ابوجہل کا مقابلہ نہ چھوڑا اور ایک آخری

جست کرکے وہ وار لگایا کہ ابوجہل کو گھائل کرکے زمین پر گرادیا اور ساتھ ہی آپ بھی شہید ہو گئے ۞

سعیدؓ بن خثیمہؓ بھی داد شجاعت دیتا ہوا شہید ہوا۔ فی الفور حضرت علیؓ سعیدؓ کے قاتل کے مقابل ہوئے اور ایک ہی وار میں اسکو گھائل کرکے میدان میں گرادیا۔ حضرت حمزہ رضؓ اور حضرت علیؓ نے اُس دن ایسا شدید قتال کیا اور اتنے نامی سرداروں کو قتل کیا کہ اہل مکہ اپنے سرداروں کے مارے جانے سے سخت بے دل اور بے حوصلہ ہوگئے۔ اتنے میں بڑے زور سے آندھی آئی جسکا رُخ مشرکین کی طرف تھا۔ مشرکین کچھ تو پہلے ہی دہشت زدہ ہو رہے تھے اب اِس الٰہی لشکر (طوفان) سے اور بھی عاجز آگئے اور پریشان ہوکر میدان چھوڑ کر بھاگ نکلے۔ اہل اسلام نے اُن کا تعاقب کیا اور ستر آدمی گرفتار کئے۔

اس لڑائی میں مشرکین کی طرف سے انچاس آدمی قتل ہوئے اور اہل اسلام کیطرف سے چودہ آدمی شہید ہوئے جنہیں ۸ انصار اور ۶ مہاجرین تھے۔

مشرکین کا تمام مال اسباب مسلمانوں کے ہاتھ آیا جو پیادہ آئے تھے اُن کے پاس دو دو تین تین اونٹ ہوگئے۔ جو ننگے اور بھوکے آئے تھے۔ اُن کو لباس اور کھانا ملا۔ اور جو تنگدست تھے وہ آسودہ ہوگئے اللہ تعالٰے نے اپنے حبیب اور رسول صلعم کی دعا قبول کرلی مسلمانوں کی قلیل جماعت کو دشمنوں پر غلبہ دیا اور اسلام کی بنا ایک مضبوط چٹان پر رکھدی ۞

نمبر (۲)

جنگ اُحد

جب باقی ماندہ مشرکین مکہ جنگ بدر سے جان بچا کر بھاگتے ہوئے مکہ میں پہونچے تو انہوں نے اہل مکہ کو انتقام کے لئے بہت اکسایا۔ ابوسفیان بھی مع اپنے قافلے کے صحیح وسالم مکہ میں پہونچ گیا تھا اور اب مسلمانوں سے بدلہ لینے کی تجویزیں شروع ہوئیں۔ دُور ونزدیک کے قبیلے جو اُن کے معاون تھے اُن کو بھی طلب کیا گیا اور جنگ کی تیاریاں ہونے لگیں ایک سال سے کچھ زیادہ عرصہ اس جنگی تیاری میں لگ گیا۔ اور آخر ہجرت کے تیسرے سال ماہِ شوال میں مشرکین مکہ نے مدینہ منوّرہ پر فوج کشی کا اہتمام کیا۔

تین ہزار آدمی جنہیں سات سو زرہ پوش تھے اس فوج کشی میں شامل تھے تین ہزار اونٹ اور دو سو گھوڑے ہمراہ لیجانے کے لئے مہیا کئے گئے۔ اور سامان حرب بھی بقدر ضرورت فراہم کیا گیا ایک شخص صفوان بن اُمیہ نے یہ تجویز پیش کی کہ اس دفعہ عورتوں کو بھی ہمراہ لے جانا چاہئے۔ بدر میں ہمکو اسی وجہ سے شکست ملی کہ عورتیں ہمراہ نہ تھیں اب عورتیں ہمراہ ہونگی تو وہ بدر کے مقتولوں کو یاد دلا کر آدمیوں کو جوش دلائیں گی۔ اور اُن کو انتقام لینے کے لئے غیظ و غضب میں لائینگی۔ نیز اگر کوئی بھاگنے کا قصد کرے گا تو اُس کو شرمندہ کرکے روکیں گی اور لڑنے مرنے پر مستعد کریں گی۔ ابوسفیان

کی بی بی ہند نے جو عتبہ بن ربیعہ کی بیٹی تھی۔ اور جس کو اپنے باپ کے
خون کا قصاص لینے کی سخت خواہش تھی۔ اس تجویز کیسا تھ اتفاق کیا
اور ابوسفیان اور دیگر سرگروہوں کو بھی اس نے اس بات پر راضی
کر لیا مگر ایک شخص نوفل نامی نے اس تجویز کی مخالفت کی اس نے
کہا کہ لڑائی کا کچھ اعتبار نہیں جنگ بدر میں باوجود ہماری کثرت کے
ہمنے شکست کھائی اگر اس لڑائی میں بھی ہمنے شکست کھائی۔ تو
ہماری عورتیں مسلمانوں کے ہاتھ میں قید ہو جائیں گی۔ اور معلوم
نہیں اُن کی کس قدر بے حرمتی ہو گی۔ میری غیرت تقاضا نہیں کرتی
کہ اپنی عزت اپنے ہاتھ سے دشمن کے حوالہ کر دیں۔ عورتوں کا
ہمراہ لیجانا میرے نزدیک نہائت ناپسندیدہ بات ہے ماسوائے اس کے
عورتیں ہماری نقل وحرکت میں تکلیف کا باعث ہوں گی۔ مگر
صفوان نے نہ مانا۔ اور معاملہ ابوسفیان کے پیش کیا۔ ابوسفیان
پہلے سے اتفاق کر چکا تھا۔ اُس نے یہی فیصلہ دیا کہ عورتوں کا ہمراہ
لیجانا ضروری ہے ؟

ابوسفیان کی بی بی ہند کا فوج کے ہمراہ جانے میں اصل مطلب
یہ تھا کہ کسی طرح اسکو اپنے باپ عتبہ کا قصاص لینے کا موقع ملے
جسکو حضرت حمزہؓ شیر خدا نے جنگ بدر میں قتل کیا تھا اُس نے
ایک حبشی غلام کو جو بڑا تنومند اور قدر آور تھا۔ یہ لالچ دیا تھا کہ اگر
تو حضرت حمزہؓ کو قتل کرے تو میں تجھکو اپنا تمام زیور دیدونگی اور اس
کے علاوہ تجھکو آزاد کر دونگی۔ حبشی غلام نے اُس کو یہ کہا تھا کہ حضرت
حمزہؓ کے بالمقابل ہونے کی تو مجھ میں طاقت نہیں جنکا عرب میں

کوئی مقابلہ نہیں کرسکتا اور جنہوں نے عتبہ جیسے شہ زور اور دلاور جنگجو اور کئی ایک دیگر نامی بہادروں کو ایک آن میں قتل کردیا ہے لیکن اگر مجھے موقعہ ملگیا تو میں چھپکے اون پر وار کرونگا اور ہوسکا تو اُن کا کام تمام کردونگا ؏

ہند کو یہ بات پسند آئی اور اُس نے اُس کے ساتھ اقرار کیا کہ اگر تو نے اپنا وعدہ پورا کردیا تو میں بھی اپنا وعدہ پورا کرونگی اور تجھکو مالامال کرکے آزاد کردونگی ؏

جب مشرکین کی تیاری مکمل ہوچکی تو لشکر مکہ سے نکلا بڑے بڑے سرداروں کی بی بیاں اور بیٹیاں بھی ہمراہ گئیں جو راستہ میں دف کیساتھ لشکریوں کو جنگ بدر کے مقتول یاد دلائیں اور انکو انتقام کے لئے جوش دلاتی تھیں ہند اس زنانہ پلٹن کی گویا سردار تھی اس طرح لشکر مشرکین بڑے ساز و سامان کے ساتھ مدینہ منورہ پر دھاوا کرنے کے لئے روانہ ہوا ؏

حضرت عباس جو حضرت حمزہ رض کے بھائی اور رسول خدا صلعم کے چچا تھے وہ اُن دنوں مکہ ہی میں تھے انہوں نے جب لشکر کفار کی تیاری دیکھی تو ایک تیز رفتار شتر پر ایک قاصد کو سوار کرکے مدینہ منورہ میں بھیجا اور رسول خدا صلعم کو اس حملہ کی اطلاع دی ؏

جب قاصد مدینہ منورہ میں رسول خدا صلعم کی خدمت میں پہونچا تو آپ پیغام سنکر سعد رض بن ربیعہ کے گھر گئے سعد رض نے حضور علیہ السلام کو تعظیم دی۔ رسول خدا صلعم نے پوچھا کہ سعد رض تیرے گھر میں اور کوئی شخص تو نہیں؟ سعد رض نے جواب دیا کہ میرے سوا کے

اور کوئی اس گھر میں موجود نہیں تھا اس پر رسول خدا صلعم نے اہل مکہ
کے حملہ کا ذکر کیا۔ سعدؓ نے کہا کہ کسی آدمی کو مدینہ سے بھیجا جاوے
تاکہ وہ خبر لائے کہ کفار کا لشکر کہاں تک پہونچ گیا ہے اور اُن کی
اصل جمعیت کیا ہے رسول خدا صلعم نے یہ بات پسند کی اور آپ سعدؓ
کے گھر سے رخصت ہوئے ۞

رسول خدا صلعم کے تشریف لیجانے کے بعد سعدؓ کی عورت اسکے
پاس آئی اور اُس سے پوچھنے لگی کہ رسول خدا صلعم تم سے کیا
باتیں کرتے تھے؟ سعدؓ نے اُس سے کہا کہ تجھکو ان باتوں سے کیا
سروکار۔ اس پر عورت نے کہا کہ مجھے وہ باتیں تم نہیں سناتا۔ تو میں نے سنا
ہیں سب باتیں چھپکر سن رہی تھی۔ یہ سنکر سعدؓ کو برا ایا اور اسی وقت
وہ اپنی عورت کو رسول خدا صلعم کے پاس لے گیا اور عرض کی کہ یا
رسول اللہ صلعم میری عورت نے چھپکے آپ کی باتیں سن لی ہیں
حالانکہ مجھے خیال تھا کہ وہ گھر میں نہیں ہے۔ اس لئے میں اسکو پکڑ
لایا ہوں۔ تاکہ بات نہ نکل جاوے تو حضور اسکو سزا دیں کیونکہ اس نے اس
راز کو فاش کیا ہے۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ کوئی مضائقہ نہیں
اسکو چھوڑ دو۔ اس کے بعد رسول خدا صلعم نے حباب بن منذر کو دشمن
کی خبر لانے کے لئے روانہ فرمایا ۞

اس عرصہ میں لشکر کفار منزلیں طے کرتا ہوا سرزمین عرض
میں جو مدینہ سے کچھ فاصلہ پر ہے پہونچ گیا۔ اہل مدینہ نے اس
جگہ زمین کاشت کی ہوئی تھی۔ لشکر کفار نے ان کھیتوں میں اونٹ
چھوڑ دیئے اور تمام کھیت پامال کر دیئے حباب بن منذر یہ حال

دیکھکر رسولخدا صلعم کے پاس جلد واپس آئے اور سب حال سے اطلاع دی ؛

اسپر رسولخدا صلعم نے اپنے اکابر صحابہؓ کو جمع کیا اور ان کو کل حال سے آگاہ کر کے اُن سے مشورہ طلب کیا ؛

اہل مدینہ میں سے عبداللہؓ بن اُبیّ نے کھڑے ہو کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم ایام جاہلیت میں جب کوئی غنیم ہمپر چڑھ آتا تھا تو ہم مدینہ کے چاروں طرف مٹی کے تودے کھڑے کر دیتے تھے۔ اور اونچے ٹیلوں پر عورتوں اور بچوں کو چڑھا دیتے تھے اور آپ گلی کوچوں کے منھ پر مسلح ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔ جب غنیم حملہ کرتا تھا۔ تو عورتیں اور بچے اُن پر پتھر برساتے تھے اور ہم گلی کوچوں سے تلوار کے ساتھ اُن کا مقابلہ کرتے تھے اور اُن کو مار۔ مار کر دفع کر دیتے تھے۔ اس طرح کبھی کسی غنیم کو ہمارے شہر پر قبضہ نہیں ملا۔ اور نہ ہمپر اُن کو غلبہ حاصل ہوا ہمارا شہر ہمیشہ محفوظ رہا۔ اور کوئی بلا اسپر نازل نہیں ہوئی۔ میری رائے یہ ہے کہ اس موقعہ پر بھی ہم ایسا ہی کریں۔ دشمن ناکام اور مایوس ہو کر واپس چلے جائینگے اور ہم بالکل محفوظ رہینگے ؛

جب عبداللہؓ بن اُبیّ کلام ختم کر چکا تو حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب اُٹھے اور فرمانے لگے کہ یا رسول اللہ صلعم ہماری جانیں آپ پر فدا ہوں۔ مجکو اس تجویز کے ساتھ اتفاق نہیں اگر ہم اس طرح مدینہ میں محصور ہو گئے تو دشمن خیال کرینگے کہ ہم اُن سے ڈر گئے معلوم نہیں کہ کب تک وہ ہمیں محاصرہ میں رکھینگے اُن کے حوصلے بڑھ جائینگے

اور ہمکو ہمیشہ اذیت دیتے رہیں گے۔ اِس میں شبہ نہیں کہ دشمن کی تعداد کثیر ہے اور سامان حرب بھی وہ ہمراہ بہت لائے ہیں۔ مگر جنگ بدر میں بھی اُن کی تعداد بہت کثیر تھی اور صرف تین سو آدمیوں کی جمعیت سے بتائید الہٰی ہم نے اُن پر فتح پائی تھی اب وہ بدر کا بدلہ لینے کے لئے آئے ہیں۔ مسلمانوں کے کھیت اُنہوں نے اُجاڑ کر دیئے ہیں۔ معلوم نہیں اَور کیا کیا ستم ڈھائیں گے میری رائے یہ ہے کہ ہم باہر نکل کر مردانہ وار دشمن کا مقابلہ کریں ہمارا کوئی حرج نہیں ہوگا۔ یا تو ہم دشمن کو مار مار کر بھگا دیں گے۔ اور اُن پر کامل فتح حاصل کرینگے۔ یا ہم شہادت کا رتبہ پائیں گے اور ابدی جنّت حاصل کرینگے۔ ہمیں اس میں گھاٹا ہی کیا ہے۔ دونوں باتوں میں سے ایک تو ضرور ہمکو حاصل ہوگی۔ یا رسول اللہ صلعم میں حضور کے سامنے عہد کرتا ہوں۔ کہ میں اس وقت تک کھانا نہیں کھاؤں گا۔ جب تک کہ میدان میں نکالکر دشمن کے لشکر میں قتل کا بازار گرم نہ کروں +

حضرت حمزہ یہ شجاعانہ اور مردانہ کلام کر کے بیٹھ گئے۔ پھر خثیمہ رضی کا بیٹا سعیدؓ بدر میں شہید ہوا تھا۔ اٹھا اور عرض کی یا رسول اللہ صلعم میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں جنگ بدر میں مجھے شامل ہونیکا بڑا شوق تھا۔ مگر میرے بیٹے نے مجھے جانے سے روکا۔ پھر ہمنے قرعہ اندازی کی اور قرعہ اُسکے نام نکلا۔ وہ جنگ بدر میں شامل ہوا اور اُس نے شہادت پائی آج رات کو میں نے خواب میں ۔ دیکھا کہ وہ نہائت نفیس اور پاکیزہ لباس پہنے ہوئے ایک نہائت ہی خوشنما باغ میں خوش و خورم سیر کر رہا ہے مجھکو دیکھ کر اُس نے کہا کہ جنّت

جو مجھے میرے پروردگار نے بدر میں شہید ہونے کے عوض دینا ہے، جو وعدے جنت کے رسول خدا صلعم نے ہمسے کئے تھے اُن کو میں نے برحق پایا اور مجھکو وہ سب کچھ مل گیا ہے جسکی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی۔ میرے باپ تو بھی اسی راستہ آ مجھے جنت میں آکر مل اور جنت کی نعمتیں حاصل کر۔ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری رائے ہے کہ حضور انور ہم لوگوں کو شہید ہونیکا موقعہ دیں۔ میری عمر بہت ہو گئی ہے مجھپر کرم کیجئے کہ میری موت میدان جنگ میں ہو۔ اور میں اللہ اور اُس کے رسول کی راہ میں مارا جاؤں ۔

حضرت حمزہؓ اور خیثمہؓ کے دلیرانہ کلمات سنکر تمام صحابہ کے چہرے دلی جوش سے تمتما اُٹھے اور سب نے یکزبان ہو کر میدان جنگ میں جانے کی تجویز سے اتفاق کیا۔ رسول خدا صلعم نے آخری تجویز پسند کی اور بلا جلد تیاری کر کے مدینہ منورہ سے باہر نکل کر اُحد کی پہاڑی پر دشمن کے مقابل ڈیرہ ڈالدیا۔

جب طرفین کی فوجیں آراستہ ہو کر بالمقابل ہوئیں تو رسول خدا صلعم نے پچاس تجربہ کار تیرانداز ل کو اپنی فوج کی پشت پر متعین کیا اور اُنکو حکم دیا کہ تم اس جگہ سے حرکت نہ کرنا۔ اگر دشمن عقب سے ہم پر حملہ کریں تو اُن کو تیر مار کر پسپا کر دینا۔ اور اگر ہم دشمن کی فوج کو بھگا دیں اور غلبہ پاکر انکا مال اسباب لیٹنے جائیں تو بھی تم نے اس جگہ کھڑے رہنا۔ نہ بیٹھنا نہ اس جگہ سے ہلنا جب تک کہ میں خود تمکو حکم نہ دوں اُس کے بعد اپنے جھنڈے کے نیچے جو مصعبؓ

بن عمیر کے سپرد تھا کھڑے ہو کر دعا مانگی اور خطبہ پڑھا جسمیں اپنے صحابہ کو پرہیزگاری۔ تقوے اور استقامت کی نصیحت فرمائی۔
اتنے میں لشکر کفار کے علم بردار طلحہ بن طلحہ نے میدان میں نکلکر پکارا کہ لشکر اسلام سے کون جنگجو میرے ساتھ لڑنے کو نکلتا ہے معًا اسد اللہ الغالب علی ابن ابی طالب لشکر اسلام سے نکلکر میدان میں اُس کے مقابل ہوئے طلحہ نے حضرت علیؓ پر بڑے زور سے تلوار کا وار کیا۔ حضرت علیؓ نے اُس کا وار ڈھال پر سمبھالا۔ اور سبکدستی کر کے ایسی تلوار چلائی کہ اسکو دو ٹکڑے کر دیا۔ لشکر کفار پر تو ہیبت چھا گئی۔ مگر لشکر اسلام میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند ہوا اور رسولِ خدا صلعم اللہ تعالیٰ کا شکریہ بجا لائے طلحہ کے بعد ابو شیبہ نے علم اٹھایا اور بڑے فخر سے میدان میں چکر لگانے لگا۔ ادھر سے حضرت حمزہؓ شیرِ خدا و شیرِ رسول صلعم اسکے مقابل ہوئے اور لحظہ بھر میں اُس کا کام تمام کر دیا۔ اسی طرح کفار کے سات علمبردار پے در پے قتل ہوئے اب لشکر کفار نے یکبارگی حملہ کیا حضرت حمزہؓ۔ حضرت علیؓ۔ سعد بن ابی وقاص ابو دجانہ اور دیگر چیدہ چیدہ صحابہؓ لشکر کفار میں گھس گئے۔ اور وہ تلوار چلائی کہ کفار کے خون سے میدان سرخ کر دیا۔ کفار تاب نہ لا کر پسپا ہوئے اور لشکر اسلام انکا مال اسباب لینے کے لئے لوٹ پڑا حضرت حمزہؓ دشمنوں کو بھگا کر مظفر و منصور اپنے لشکر کو واپس آرہے تھے کہ راستہ میں ایک کھڑ سے میں گر پڑے وہ حبشی غلام اسجگہ چھپا ہوا تھا اُس نے فی الفور گھات سے نکلکر حضرت حمزہؓ کی پشت پر نیزہ مارا جسکی انی حضرت حمزہؓ کے جگر کے پار ہو گئی۔ اور وہیں آپ جان بحق ہو گئے۔ حبشی حضرت حمزہؓ کا جگر

نکالکر ہند کے پاس لے گیا۔ ہند نے جگر دانتوں سے چبایا۔ پھر حبشی کے
ہمراہ میدان جنگ میں جاکر حضرت حمزہ کی لاش کو قطع و برید کیا اور اس
طرح اپنا سینہ ٹھنڈا کرکے حبشی کو اپنا تمام زیور دیکر آزاد کر دیا۔ جب لشکر اسلام
لوٹ کے لئے کفار کے کیمپ پر ٹوٹ پڑا تو تیر اندازوں نے جو فوج کی پشت پر
متعین تھے۔ آپس میں کہا کہ ہماری فتح ہو گئی ہے چلو ہم بھی لوٹ میں حصہ لیں
اب ہماری یہاں کیا ضرورت ہے۔ ان کے افسر نے کہا کہ ہمکو رسولخدا صلعم
کا تاکیدی امر ہے کہ ہم یہاں سے حرکت نہ کریں مگر انہوں نے نہ مانا اور اپنی جگہ چھوڑ کر
چلے گئے +

خالد بن ولید عکرمہ بن ابی جہل اور عمرو بن عاص جو لشکر کفار کی سواروں
کے افسر تھے جنگ کے وقت دو تین دفعہ لشکر اسلام کے عقب پر حملہ آور ہوئے۔ مگر
تیر اندازوں نے انکو ہر مرتبہ تیر چلاکر پسپا کیا۔ اب جو انہوں نے موقعہ خالی پایا تو وہ چکر
لگاکر اسلامی کیمپ کی پشت پر حملہ آور ہوئے۔ تیر انداز تو وہاں سے چلے ہی گئے
تھے وہ بلا روک اسلامی کیمپ تک جہاں رسولخدا معہ چند اکابر اصحاب کے کھڑے
تھے پہونچ گئے۔ لڑائی شروع ہوئی صحابہؓ نے رسولخدا صلعم کو درمیان میں لے
لیا۔ اور سینہ سپر ہوکر دشمنوں سے لڑنے لگے۔ مگر ایک موذی نے اس زور سے تاک کر
پتھر مارا کہ رسول خدا صلعم کی پیشانی پر لگا۔ جس کی ضرب سے رسولخدا صلعم زخمی
ہوکر گر پڑے مگر حضرت علیؓ نے آپکو فی الفور اٹھا لیا۔ اور آپ کو چاروں طرف سے
گھیر کر محفوظ جگہ میں لے گئے۔ اسلام کا علم بردار مصعبؓ بن عمیر بھی شہید ہو گیا
اور بہت سے اصحابؓ شہید ہو گئے۔ دشمنوں نے رسولخدا صلعم کی شہادت کی خبر
مشہور کر دی جس سے اسلامی لشکر اور بھی پریشان ہو گیا۔ بعض تو سراسیمہ حالت
میں مدینہ کو چلے گئے اور بعض ادھر ادھر تلاش کرتے ہوئے رسول خدا صلعم

کے پاس آجمع ہوئے۔

فتح تو لشکر اسلام کی تھی مگر صرف رسول خدا صلعم کی ایک حکم عدولی کی بدولت یہ شاندار فتح شکست سے بدل گئی کفار نے مسلمانوں کا زیادہ پیچھا نہ کیا وہ اتنی فتح کو ہی غنیمت سمجھکر خوشی خوشی مکہ کو واپس چلے گئے اور رسول خدا صلعم معہ اپنے صحابہ رضہ کے جو آپ کے ساتھ رہ گئے تھے مدینہ میں واپس تشریف لے گئے۔ لیکن حضرت حمزہ کی شہادت کا آنحضرت صلعم اور اہل اسلام کو سخت صدمہ پہونچا۔ کیونکہ ابتدائے اسلام ایں شیر خدا اور شیر رسول صلعم کی شجاعت اور جانفشانی کا از حد احسان مند تھا۔

نوٹ ملا۔ ابتدائے اسلام میں جبکہ اسلامی جماعت کی تعداد نہائت قلیل تھی تو اہل مکہ آنحضرتؐ کو بُرا بھلا کہتے اور ہر موقعہ پر گلی کوچوں میں اُن کی ہتک کرتے تھے ایک دن حضرت حمزہؓ شکار کھیل کر واپس آئے تو انہوں نے سُنا کہ ابوجہل نے آج اُن کے بھتیجے کی سخت ہتک کی ہے وہ غیرت کھا کر اُسی وقت شکاری لباس میں اپنی کمان ہاتھ میں لئے ہوئے کعبہ میں گئے۔ جہاں مکہ کے رئیس جمع تھے اور جاکر ابوجہل کے منہ پر زور سے کمان مار کر کہا تو نے میرے بھتیجے کی بے عزتی کیا ہے میں بھی اسی دین کا پیرو ہو گیا ہوں اگر تجھ میں ہمت اور جرات ہے تو میرا مقابلہ کر۔ یہ دیکھکر سب کے چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں اور مارے ڈر کے وہم بھی نہ سکے کسی کا حوصلہ نہ پڑا کہ اُف کر سکے۔ دہشت سے کانپنے لگ گئے اور آئندہ کے لئے آنحضرتؐ کی علانیہ ہتک کرنی چھوڑ دی حضرت حمزہؓ کے اسلام لانے پر اسلامی جماعت کو بڑی تقویت حاصل ہوئی اور جنگ بدر تک حضرت حمزہؓ ہر ایک معرکہ میں اسلام کے طاقتور بازو اور زبردست حامی ثابت ہوئے اور ان کے بہادرانہ کارناموں نے اسلامی جماعت کی ہمت و طاقت مضبوط کر دی۔ سید امیر علی صاحب حضرت حمزہؓ کی نسبت لکھتے ہیں کہ وہ نامی شجاع جری۔ دلاور۔ فیاض اور صادق القول پہلوان تھے جنکی صورت شکل اور ہیبت ناک تلوار سے تمام قریش لرزتے تھے انہوں نے بڑی غیرت کھا کر اسلام کی حمائت کا بیڑا اُٹھایا اور صدق دل سے اسلام کی حمائت کرتے ہوئے اپنی جان بھی اسلام پر قربان کر دی۔

رسول خدا صلعم نے اسلام کے سب سے پہلے لشکر کا امیر (سالار) حضرت حمزہ رضہ کو نامزد کیا تھا۔

نمبر (۳)
جنگ خندق

۵ھ ہجری میں مشرکین مکہ نے پھر مدینہ منورہ پر چڑھائی کا قصد کیا اور بہت سے قبیلوں کو اپنی امداد کے لئے بلایا۔ اس تیاری کی خبر رسول خداصلعم کو مدینہ منورہ میں پہونچ گئی اسپر رسولخداصلعم نے فیصلہ کیا کہ مدینہ منورہ کو محفوظ کریں چنانچہ آپ نے حکم دیا کہ مدینہ کے گرداگرد ایک خندق کھودی جائے اور تمام صحابہؓ کو جمع کرکے اُن کے کئی ایک گروہ بنائے۔ اور ہر ایک کو خندق کھودنے کا کام حصہ رسدی سپرد کیا گیا۔ خود رسول خداصلعم نے بھی اپنے ذمہ کھدائی کا کام لیا اور صحابہؓ کے ساتھ برابر خندق کھودتے رہے جب خندق تیار ہوگئی۔ تو ابوسفیان بھی ایک کثیر لشکر لیکر آپہونچا۔ جسکی تعداد دس ہزار تھی۔ مگر مدینہ منورہ کی حفاظت اور اُس کے گرد خندق دیکھکر شش وپنج میں پڑ گیا۔ کیونکہ یہ تدبیر جنگ اہل مکہ کے نزدیک انوکھی تھی۔ ناچار اُس نے مدینہ کے گرد لشکر اُتار دیا اور مدینہ کو چاروںطرف سے گھیر لیا۔ اور حضرسولخدا صلعم نے جابجا مورچے قائم کرکے صحابہؓ کو اُن پر متعین کردیا اور مشرکین کے حملے کا انتظار کرنے لگے۔

دوسرے دن مشرکین نے حملہ کیا مگر صحابہ رضہ نے اُنہیں پس پا کردیا۔ اسی طرح ہر روز لڑائی ہوتی رہی مگر مشرکین کو مدینہ میں داخل ہونے کی راہ نہ ملی جب محاصرہ کو کچھ دن زیادہ گذر گئے۔ تو مدینہ کے منافق لوگ رسول خدا صلعم پر تمسخر اُڑانے لگے۔ اور کہنے لگے کہ پیغمبر خداصلعم نے تو یہ بشارت دی

تھی کہ مشرکین پر مسلمانوں کو فتح حاصل ہوگی مگر صورت یہ پیش آرہی ہے کہ ہم چوہوں کی طرح بل میں دبکے ہوئے ہیں اور حاجت ضروری کے لیئے بھی باہر نہیں نکل سکتے جو کچھ وعدے رسول خدا صلعم نے ہم سے کئے تھے وہ (نعوذ باللہ) غلط ثابت ہوئے۔ چنانچہ بنی سلمہ اور بنی حارثہ دونوں قبیلوں نے یہ ارادہ کیا۔ کہ رات کو اپنے مورچے چھوڑ کر مشرکین کے لشکر میں جا ملیں مگر رسول خدا کو اس امر کی اطلاع ہوگئی۔ اور اُن کو سخت تنبیہہ کی گئی۔ اسپر وہ اس ارادے سے باز آئے صحابہؓ جو رسول خدا صلعم پر جانیں قربان کئے ہوئے تھے وہ ہر روز تکلیف اُٹھاتے تھے مگر اُن کو کامل یقین تھا۔ کہ جو کچھ رسول خدا صلعم نے وعدہ فرمایا ہے وہ ضرور پورا ہوگا۔ اور انجام کار اُن کو مشرکین پر فتح حاصل ہوگی ✤ گو ابی سفیان مکہ سے کثیر لشکر ہمراہ لایا تھا مگر اسپر بھی اُس نے یہ کوشش کی کہ مدینہ کے گرد و نواح کے قبیلے جن کے ساتھ مسلمانوں کا معاہدہ ہوچکا تھا ان کو اپنی امداد کیلئے بلائے۔ چنانچہ بنی قریظہ کی طرف اُس نے ایک قاصد بھیجا کہ ہماری امداد کرو۔ تاکہ ہم سب ملکر اس نئی اسلامی قوم کو نیست و نابود کریں۔ بنی قریظہ نے قاصد کو یہ جواب دیا کہ ہمارا معاہدہ مسلمانوں کے ساتھ ہوچکا ہے۔ اگر ہمنے عہد شکنی کی تو مسلمان اہل مکہ سے فارغ ہوکر ہمپر حملہ کریں گے۔ اور ہمکو پائمال کردیں گے۔ کیونکہ ہم جانتے ہیں کہ ابی سفیان کے ہمراہی تھک کر واپس چلے جائینگے۔ یا شکست پا جائیں گے۔ اس پر قاصد نے کہا کہ ابوسفیان اس ارادے سے آیا ہے کہ مسلمانوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دے وہ کبھی واپس نہ ہوگا جب تک مدینہ پر قبضہ نہ کرے گا۔ اگر تم اس وقت اس کے ساتھ شامل نہ ہوگے۔ تو مدینہ فتح کرنے کے بعد وہ تمپر چڑھ آویگا۔ پھر تمکو سخت مصیبت کا سامنا ہوگا۔ اس پر وہ مان گئے۔ اور انہوں نے اقرار کیا کہ

کہ ہم چند روز میں سامانِ حرب درست کر کے لشکر مشرکین میں آملیں گے اسی طرح اور قبیلوں نے بھی عہد شکنی کی۔ جسکا خمیازہ انہیں اچھی طرح بھگتنا پڑا۔ ابوسفیان کی جمعیت بڑھتی گئی۔ مگر اُس کو غلبہ حاصل نہ ہوا۔ ایک دن جھنجلا کر عکرمہ بن ابوجہل معہ چند چیدہ سواروں کے خندق کے ایک تنگ مقام پر حملہ آور ہوا۔ اور خندق سے پار ہو کر اسلامی صف تک پہونچ گیا۔ مگر حضرت علیؓ معہ چیدہ بہادروں کے فی الفور موقعہ پر پہونچ گئے۔ اور مشرکین کے درمیان حائل ہو گئے۔ عکرمہ نے جو اپنا راستہ اپنے لشکر کیطرف کٹا ہوا دیکھا تو پھر کر حضرت علیؓ کے ہمراہیوں پر ٹوٹ پڑا اور ایک مضبوط سوار عمرو[1] نامی حضرت علیؓ کے مقابل ہوا۔ دونوں میں خوب تیغ زنی ہوئی۔ آخر حضرت علیؓ نے اللہ اکبر کا نعرہ بلند کیا۔ اور عمرو گھائل ہو کر زمین پر گر پڑا۔ عکرمہ اور اُس کے ہمراہی فرصت پاکر گھوڑے کودا کر خندق کے پار ہو گئے۔ مگر نوفل پار نہ ہو سکا۔ اور زبیرؓ نے اُسکا کام تمام کیا۔ ابی سفیان نے یہ دیکھکر رسولخدا صلعم کے پاس ایک آدمی کو بھیجا۔ کہ نوفل کی لاش ہمکو دے دی جائے۔ اور اُس کے عوض ہم ایک سو اونٹ آپ کو دینگے۔ کیونکہ نوفل ہم میں ایک ممتاز شخص تھا۔ اسکے جواب میں رسول خدا صلعم نے کہلا بھیجا کہ ہم لاش کا معاوضہ نہیں لیتے کیونکہ ہم اِس کو نجس اور ناپاک جانتے ہیں۔ اور اِس کا معاوضہ بھی نجس اور ناپاک سمجھتے ہیں۔ تم بلا معاوضہ اِس کی لاش اُٹھا لیجاؤ۔ ہم کچھ اعتراض نہیں کرینگے ؎

رات کے وقت رسولخدا صلعم نے ایک شخص حذیفہؓ نامی کو دشمن کے کمپ میں خبر لانے کے لئے بھیجا۔ حذیفہ چُپ چاپ دشمن کے کمپ میں

[1] عمرو بن عبدود ایک ہزار جوان کے برابر سمجھا جاتا تھا۔

پہونچ گیا۔ اور ایک گروہ میں جو آگ سینک رہے تھے۔ کیونکہ سردی
سخت تھی شامل ہو کر بیٹھ گیا۔ کسی نے خیال نہ کیا۔ کہ وہ کوئی غیر ہے
تھوڑی دیر کے بعد ایک آدمی ابوسفیان کے پاس سے اس گروہ کے پاس
آیا اور کہنے لگا۔ کہ میں ایک خوشی کی خبر تمکو سناتا ہوں بشرطیکہ تم میں کوئی غیر نہ
ہو۔ سب نے کہا ہم میں کوئی غیر نہیں تو جلد ہمکو خبر سنا اُس نے کہا کہ بنی قریظہ
یہود کیطرف سے پیغام آیا ہے کہ عنقریب سامان حرب درست کرکے وہ ہم سے
آملیں گے۔ اسپر سب نے کہا کہ کسی طرح یہ محاصرہ جلد ختم ہو کیونکہ سردی کی شدت سے
ہم تنگ آگئے ہیں۔ حذیفہؓ یہ خبر سُنکر چُپ چاپ رسولِ خدا صلعم کے پاس
واپس پہونچا۔ اور جو کچھ سُنا تھا وہ عرض کیا رسولخدا صلعم اُس وقت تو خاموش
رہے لیکن صبح کو تین آدمی بنی قریظہ کی طرف روانہ کئے۔ کہ ان کو عہد یاد دلائیں
تاکہ وہ اس ارادے سے باز آئیں۔ جب رسولِ خدا صلعم کے قاصد گئے تو اُنہوں
نے بنی قریظہ کو بہت سمجھایا اور یہ دھمکی بھی دی۔ کہ اگر تم عہد کو توڑ دو گے تو
تمہارا وہی حال ہوگا جو بنی نضیر کا ہوا ہے مگر اُنہوں نے کچھ پروا نہ کی اور
کہا کہ ہم ابوسفیان کے ساتھ اقرار کر چکے ہیں۔ اور اب ہم اقرار پورا کئے بغیر
نہیں رہ سکتے اور ہمیں مسلمانوں کا کچھ خوف نہیں کیونکہ اس لڑائی کے
بعد مسلمانوں کا کہیں نام و نشان بھی نہ رہے گا +
جب قاصد ناکام واپس آئے۔ تو رسول خدا صلعم کو کُل حال سے آگاہ
کیا رسولِ خدا صلعم مطلق نہ گھبرائے۔ بلکہ یہ فرمایا کہ اللہ ہی ہمارا مددگار
ہے۔ اور زور سے تکبیر کہی جسکو سنکر تمام لشکر اسلام میں اللہ اکبر کا نعرہ
بلند ہوا کہ مشرکین سنکر گھبرا گئے۔ اور سمجھے کہ مسلمانوں کو کوئی خوشی کی خبر
ملی ہے۔ جبھی وہ اللہ اکبر کے نعرے بلند کر رہے ہیں ابوسفیان بھی گھبرایا

مگر اس نے یہ تجویز کی کہ کل سخت حملہ کرکے جس طرح ہو سکے مدینہ کو تسخیر کرے
چنانچہ اُس نے مختلف قبیلوں کے سرداروں کو کہلا بھیجا کہ صبح ہوتے ہی
تمام لشکر یکبارگی حملہ کرے اور پیچھے نہ ہٹیے جب تک کہ کامل فتح نہ ہو +

جب یہ پیغام بنی قریظہ (جو ابوسفیان کے لشکر میں آگئے تھے) کے سردار
ابو البابہ کو پہونچا تو اُس نے کہلا بھیجا کہ کل سبت کا دن ہے اسلئے ہم کل قتال
نہیں کر سکتے جب ابوسفیان نے یہ پیغام سُنا تو وہ سخت غضب میں آیا اور اُس
نے کہلا بھیجا کہ کل حملہ ضرور کرنا ہے تم نے سبت کسی اور دن منا لینا اس پر ابو
لبابہ بھی غضبناک ہوا اور اُس نے قاصد کو کہا کہ ابوسفیان بے عقل اور
احمق ہے جو نہیں جانتا کہ ہم سبت کے روز کوئی کام نہیں کر سکتے سبت
کا دن ہمارے لئے مقدس ہے اور ہم اُسکی تقدیس کو ہمیشہ قائم رکھتے ہیں۔
کیونکہ ایک دفعہ ایک قوم نے سبت کا لحاظ نہیں رکھا تھا۔ تو وہ بندر اور خنزیر
بن گئے تھے۔ اگر ہم بھی سبت کا پاس نہیں کرینگے تو ہمپر بھی وہی بلا نازل
ہو گی۔ اِس لئے ہم کل جنگ نہیں کرینگے اگر ابوسفیان ہمکو جنگ میں شامل
کرنا چاہتا ہے تو کل کا دن جنگ موقوف رکھے +

ابوسفیان یہ سنکر سخت طیش میں آیا اور اُس نے پھر سرداروں کو
جمع کرکے کہا کہ یہودی بہانہ کرتے ہیں اور جان بوجھکر ہم سے جُدا ہوتے
ہیں اسلئے ہم بھی اُن کو جُدا کرتے ہیں۔ تم بغیر امداد یہودیوں کے کل صبح مدینہ پر
حملہ کر دو۔ اور خندق سے نہ ہٹو جب تک کہ ہمکو کامل فتح حاصل نہ ہو اور لشکر
اسلام نیست و نابود نہ ہو جائے۔ پس عہد کر لو کہ کل تم پسپا نہیں ہوگے اور
جس طرح بن پڑے مدینہ پر قبضہ کر لوگے۔ پھر ہم ہمیشہ کے لئے مطمئن ہو کر
مکہ کو خوش خوش واپس چلے جائینگے +

جب اِس عزم بالجزم کی اطلاع رسول خدا صلعم اور صحابہؓ کو پہونچی اور صحابہؓ کو اندیشہ ہوا کہ مبادا کل مشرکین کو غلبہ حاصل ہو جائے تو رسول خدا صلعم نے ہاتھ اٹھائے اور اللہ تعالے سے امداد طلب کی دعا قبول ہوئی اور اُسی وقت اِس زور سے آندھی اور بارش آئی۔ کہ لشکر مشرکین کے خیمے اکھڑ گئے۔ اُن کی آگ اڑ گئی اور سردی سے اُن کے ہاتھ پاؤں سُن ہو گئے۔ طوفان کیا تھا الٰہی غضب تھا کہ لشکر مشرکین پر آمڈ آیا۔ مشرکین کے لشکر میں ایسی سراسیمگی اور پریشانی چھائی اور وہ ایسے بے دل اور بے حوصلہ ہو گئے۔ کہ اِس الٰہی لشکر کے مقابلہ کی تاب نہ لاکر انہوں نے کوچ کا بگل بجا دیا اور جو سامان ہمراہ لیجا سکتے تھے لیکر راتوں رات چل دیئے۔ مگر آندھی کا طوفان برابر اُن کا تعاقب کئے جاتا تھا اور ان کو بھگائے لیجاتا تھا مشرکین از حد ہراساں تھے ان کو یہ خیال تھا کہ پیغمبر اسلام نے (نعوذ باللہ) سحر کیا ہے اور جادو کے زور سے یہ آندھی کا طوفان اُن کے پیچھے لگا دیا ہے وہ نہایت پریشانی میں مقام روہ تک پہونچے۔ اور وہاں سے نہایت خستہ اور شکستہ حالت میں مکہ کو ناکام واپس چلے گئے۔

صبح ہوئی تو صحابہؓ نے میدان خالی پایا اور اللہ تعالے کا شکر بجا لائے۔ منافقین شرمندہ اور ذلیل ہوئے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے وعدوں کو سچّا کر دکھلایا کفار کو رسوا اور ذلیل کیا اور اہل اسلام کو معزز اور فیروز مند کیا۔

جنگ خندق سے فراغت پاکر رسولخدا صلعم نے بنی قریظہ پر جنہوں نے عہد شکنی کی تھی۔ چڑھائی کی اور بنی قریظہ کے قلعہ کا محاصرہ کیا۔ ایکس روز تک لڑائی ہوتی رہی مدینہ کے منافقوں نے بنی قریظہ کو کہلا بھیجا کہ تم مسلمانوں کے مقابل اڑے رہو اور ہرگز اُن کی اطاعت نہ کیجیو ہم جلدی تمہاری امداد کو پہنچیں گے۔ مگر منافقین کی طرف سے کوئی شخص بنی قریظہ کی امداد کو نہ پہونچا وہ انتظار کرتے تھک گئے

اور لڑائی سے تنگ آگئے اسپر انہوں نے صلح کا پیغام بھیجا اور یہ کہا کہ انکو اجازت دیجائے کہ وہ اپنے قلعہ سے نکل کر کسی اور مقام میں چلے جاویں رسول خدا صلعم چونکہ ان لوگوں کی بدعہدیوں سے اچھی طرح آگاہ ہوچکے تھے آپ نے اس شرط پر صلح نامنظور کی - اور فرمایا کہ تم بلا کسی شرط کے ہمارے روبرو حاضر ہو جاؤ - ہم جس طرح چاہیں گے تم سے سلوک کریں گے اسپر انہوں نے کہلا بھیجا کہ قبیلہ اوس میں سے فلاں شخص کو ہمارے پاس بھیجیں - اُس شخص کو قلعہ میں بھیجا گیا اور بنی قریظہ نے اُس سے پوچھا کہ کیا ہم پیغمبر اسلام کے سامنے حاضر ہو جائیں اُس نے کہا کہ اگر تم وہاں جاؤ گے تو قتل کئے جاؤ گے کیونکہ تمہاری شرارت حد سے بڑھ گئی ہے اور یقیناً تمکو قتل کیا جائے گا - تاکہ دوسروں کو عبرت ہو اس پر انہوں نے حاضر ہونے سے انکار کیا ؛

پھر اونہوں نے قبیلہ بنی اوس کو کہلا بھیجا کہ تم مسلمانوں کے ہمراہ ہو اور ہمارے قریبی ہو تم پیغمبر اسلام پر زور دے کر ہماری صلح کرا دو - تاکہ ہم قتل ہونے سے بچ جائیں پھر قبیلہ اوس کے دس آدمی آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بنی قریظہ کی سفارش کی پیغمبر اسلامؐ نے جواب دیا کہ اچھا ایک آدمی منصف مقرر کر لو جو مجھ میں اور بنی قریظہ میں فیصلہ کردے - بنی قریظہ نے اس بات کو تسلیم کرلیا اور انہوں نے سعدؓ بن معاذ کو اپنا حکم منتخب کیا رسول خدا صلعم بھی اس بات پر راضی ہوگئے - سعدؓ بن معاذ نے فریقین سے عہد لیا کہ جو کچھ وہ فیصلہ کریگا وہ فریقین بخوشی خاطر منظور کرلیں گے جب عہد ہوچکا تو سعدؓ بن معاذ نے کہا کہ بنی قریظہ قلعہ سے نکل کر لشکر اسلام میں آجائیں باقی فیصلہ پھر سنایا جائیگا اسپر بنی قریظہ قلعہ سے اتر کر لشکر اسلام میں حاضر ہوگئے - پھر سعدؓ نے یہ حکم سنایا

کہ بنی قریظہ میں سے جو آدمی لڑائی کرتے رہے ہیں وہ قتل کئے جائیں کیونکہ وہ واجب القتل ہیں اور لڑکے اور عورتیں بندی میں لئے جائیں اسیر اُن کی مشکیں باندھی گئیں ان میں ایک حیی بن اخطب تھا جس نے بنی قریظہ کو ورغلا کر اُن سے عہد شکنی کرائی تھی وہ رسول خدا صلعم کا سخت دشمن تھا جب اُسکی مشکیں باندھی گئیں تو رسول خدا صلعم نے فرمایا۔ حیی تو نے اہل اسلام کو دُکھ دینے میں کوئی دقیقہ فرو گذاشت نہیں کیا دیکھ اللہ تعالے نے تجھکو کیسا ذلیل اور خوار کیا ہے۔ اُس نے کہا کہ ایک دن انسان کو موت کا مزا چکھنا ہے میرا وقت بھی معین تھا اور مجھ پر موت آنی تھی مگر میں نے جس قدر عداوت اور دشمنی آپ سے اور آپ کے رفقا سے کی اُسکے لئے میں اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتا۔ اور میں اب بھی آپ کو سچا نہیں سمجھتا اور آپ کی تکذیب کرتا ہوں۔ اور میرا بس چلے تو آپ کو مع رفقا نیست و نابود کردوں۔ اس پر اسکو مع دیگر دشمنان خدا و رسول صلعم قتل کیا گیا۔ اور ان کے بال بچے اسیر کئے گئے۔ اور اُنکا مال اسباب اہل اسلام میں تقسیم کیا گیا؟

اس کے بعد رسول خدا صلعم نے مدینہ منورہ کو مراجعت فرمائی اور یکے بعد دیگرے ہر ایک قوم پر جنہوں نے بدعہدی کی تھی اور مشرکین کو خلاف اہل اسلام کے امداد دی تھی چڑھائی کرکے اُن کو بدعہدی اور دشمنی خدا اور رسول صلعم کا اچھی طرح مزہ چکھایا۔

بنی لحیان۔ بیر معونہ اور بنی مصطلق وغیرہ کی سرکوبی کی اور مختلف اطراف میں لشکر بھیجکر مدینہ کے گرد نواح میں پھر از سر نو امن قائم کردیا۔

اب اسلام کی جمعیت دن بدن بڑھتی گئی اور وہ چھوٹی سی جماعت جو مشرکین کے ہاتھ سے آئے دن دُکھ اور اذیت اٹھاتی تھی۔ اب اللہ تعالیٰ کی تائید سے زبردست طاقت بن گئی۔ اور دشمن اسلام اس کے نام سے کانپنے لگے۔

نمبر (۴)

جنگ خیبر

رسولِ خدا صلعم نے ۶ھ کے آخیر میں مکہ پر چڑہائی کی مگر بجائے لڑائی کے اہل مکہ نے دو سال کے لئے صلح کر لی۔ جو صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس صلح کے بعد آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم مدینہ منورہ میں تشریف لائے ۷ھ ہجری کے شروع میں بحکم خدا جنگ خیبر کا اعلان فرمایا اور یہ حکم دیا کہ جو لوگ صلح حدیبیہ میں شامل تھے صرف وہی اس جنگ کے لئے تیار ہوں کیونکہ مال غنیمت سے صرف انہی لوگوں کو حصہ ملے گا۔

اسپر صحابہؓ جنگ کی تیاری کرنے لگے۔ اور سامان حرب درست کرنے میں مصروف ہوئے جب تیاری مکمل ہو چکی تو رسول خدا صلعم اس اسلامی جماعت کیساتھ مدینہ منورہ سے خیبر کو روانہ ہوئے۔

اہل خیبر کو بھی کسی نے اطلاع کر دی کہ اسلامی لشکر عنقریب اُن پر حملہ کرنے والا ہے۔ انہوں نے اپنے معاون بنی اسد اور بنی غطفان کو اپنی امداد کیلئے بلا بھیجا عیینہ بن حصین سردار قبیلہ غطفان اور طلیحہ بن خویلد سردار قبیلہ بنی اسد معہ اپنی جماعتوں کے اہل خیبر کی امداد کو پہونچ گئے۔

جب لشکر اسلام خیبر کے قریب پہونچا۔ تو رسول خدا صلعم نے بنی اسد اور بنی غطفان کو کہلا بھیجا کہ ہمارا مقابلہ صرف اہل خیبر کے ساتھ ہے تم درمیان سے ہٹ جاؤ اور ہم اہل خیبر کی خبر لے لیں گے۔ مگر انہوں نے صاف انکار کیا اور کہا کہ ہم اہل خیبر کے معاون ہیں ہم اُن کا ساتھ نہیں چھوڑیں گے اسپر لڑائی شروع ہوئی اور ایک مہینہ تک مقابلہ ہوتا رہا۔ مگر اہل خیبر معہ بنی اسد اور بنی غطفان

کے برابر مقابلہ پر اڑے رہے آخر ایک ماہ کے بعد بنی آور بنی غطفان بھی اہل خیبر سے الگ ہو گئے۔ مگر اہل خیبر پھر بھی لشکر اسلام کا زور شور کے ساتھ مقابلہ کرتے رہے - اس طرح ایک مہینہ اور گذر گیا - اور اہل اسلام کے پاس رسد وغیرہ کی قلت ہو گئی ؛

ایک دن لشکر اسلام بڑے زور سے حملہ آور ہوا مگر اہل خیبر سے ایک بہادر جسکا نام مرحب تھا - اور شجاعت اور بہادری میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا چیدہ جوان اپنی ہمراہ لیکر قلعہ کے باہر لشکر اسلام کے مقابلہ کو نکلا لشکر اسلام میں انصار کا علم سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں تھا اور مہاجرین کا علم حضرت عمرؓ بن خطاب کے ہاتھ میں تھا - جب مرحب اُن کے مقابل ہوا تو اُس نے اس شدت کیساتھ حملہ کیا کہ لشکر اسلام کو اُن کے کمپ تک دھکیل لایا اور کئی صحابی شہید کیئے - سعد بن عبادہ بھی زخمی ہوا - اور محمود بن سلمہ جو انصار میں مشہور شہسوار تھا - شہید ہو گیا - جب مرحب لشکر اسلام کو ہٹاتا ہوا اس مقام پر پہونچا جہاں رسول خدا صلعم معہ اپنے چند اکابر صحابہؓ کے تشریف فرما تھے تو رسول خدا صلعم اور آپ کے رفقا مرحب کے مقابل ہوئے اور اُس کی جماعت کو پیچھے ہٹا دیا مرحب خوشی خوشی قلعہ میں داخل ہوا اور اہل اسلام بہت غمگین ہوئے کیونکہ اس دن اُن پر بڑی سختی ہوئی تھی - محمدؓ بن سلمہؓ اندوہگین رسولِ خدا صلعم کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آج میرا بھائی محمودؓ شہید ہو گیا - اور آج ہم پر بڑی مصیبت پڑی ہیں نے ایسا مصیبت کا دن اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھا اس پر رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ تو غمگین نہ ہو اور نہ اور کوئی شخص میری جماعت میں سے غم کرے یقین جانو کہ دشمن کے غلبہ کا وقت گذر گیا - آج کے بعد ان کو ہم پر غلبہ حاصل نہ ہوگا - کل میں بحکم ایزدی اُس شخص کو اپنا علم سپرد کرونگا کہ وہ میدان سے کبھی نہ

پھر لیگا۔ جب تک کہ اُسکو کامل فتح حاصل نہ ہو۔ اس پر مومنین خوش ہوئے۔
اور سب کو یقین کامل ہو گیا۔ کہ کل اہل اسلام کو ضرور فتح حاصل ہوگی لیکن اس بات
میں سب فکر کرتے تھے۔ کہ دیکھیں رسول خدا صلعم اپنا علم کل کس کو دیتے ہیں
اور کس کے نام پر یہ شاندار فتح ہوتی ہے جب صبح ہوئی اور صحابۂ کبار رسول خدا صلعم
کے ارد گرد جمع ہوئے تو رسول خدا صلعم نے اپنا علم اپنے ہاتھ میں لیا اور اللہ تعالےٰ
سے دعا مانگی ہر ایک صحابی کو امید تھی کہ رسول خدا صلعم مجھے علم عنایت فرمائیں گے
اور میرے ہاتھ سے خیبر فتح ہوگا۔ جب آنحضرت صلعم دعا سے فارغ ہوئے تو آپ نے
حضرت علی رضی بن ابی طالب کو بلا کے اپنا علم اُن کے حوالہ کیا اور فرمایا کہ جاؤ آج
خیبر پر خدا کی تائید سے فتح پاؤ +

حضرت علی رضی مع اپنی جماعت کے قلعہ پر حملہ آور ہوئے قلعہ سے مرحب مع اپنے
ہمراہیوں کے باہر نکلا اور بڑے زور کیساتھ لشکر اسلام کا مقابلہ کیا اُس نے
دو دفعہ مارا مگر آج اسلامی لشکر کے علمبردار شیر خدا تھے۔ ایک لمحہ بھی لشکر اسلام
پیچھے نہ ہٹا لڑائی بڑے زور سے شروع ہوئی۔ شیر خدا کی تلوار دائیں بائیں قتل عام کر رہی
تھی۔ مرحب بھی قتل ہوا اور اُس کے بہت سے ہمراہی اسلامی تلوار کا لقمہ ہوگئے باقی سراسیمہ
ہو کر قلعہ کو بھاگے۔ شیر خدا نے اُن کا تعاقب کیا مگر وہ جلدی قلعہ میں داخل ہو گئے
اور دروازہ بند کر لیا۔ شیر خدا نے دروازہ توڑ کر الگ پھینک دیا اور ننگی تلواریں کھینچے
ہوئے قلعہ میں گھس گئے۔ قلعہ کے اندر وہ قتل عام ہوئی کہ خدا کی پناہ کشتوں کے پشتے
اور زخمیوں کے ڈھیر لگ گئے۔ آخر اہل خیبر الامان الامان پکار اُٹھے۔ اور ہتھیار
پھینک کر صلح کے خواہاں ہوئے۔ شیر خدا نے معاً تلوار نیام میں کر لی اور مظفر و منصور
رسول خدا صلعم کے پاس تشریف لے گئے۔ اور اہل خیبر کی امان خواہی کی اطلاع
دی رسول خدا صلعم نے اُن کو کہلا بھیجا کہ اہل خیبر کو اس شرط پر امان دیجاتی ہے

کہ وہ اپنا مال و اسباب ہمارے حوالہ کردیں جو قاعدہ جنگ کے رو سے ہمارا
ہو چکا ہے اور اس سے کچھ بھی چھپا کر نہ رکھیں اہل خیبر نے یہ شرط منظور کرلی اور
مال اسباب لیکر رسول خدا صلعم کے سامنے حاضر ہوئے ان میں دو نوجوان بھائی
ابی الحقیق کے بیٹے جو قبیلہ بنو نضیر میں سے تھے اور بڑے مالدار تھے رسول خدا صلعم کے
سامنے آئے۔ رسول خدا صلعم نے ان سے پوچھا کہ کیا تم اپنا سب مال اسباب لے آئے
ہو۔ انہوں نے کہا جو کچھ ہمارے پاس تھا ہم لے آئے ہیں آپ نے فرمایا کہ وہ چاندی کے
برتن جو تمہارے پاس تھے وہ کہاں ہیں انہوں نے کہا کہ وہ ہم سے خرچ ہو گئے
ہیں ہمارے پاس ایک بھی چاندی کا برتن نہیں رسول خدا صلعم نے کہا کہ میں
نے تمکو اس شرط پر امان دی ہے کہ تم اپنا مال اسباب مجھ سے چھپا کر نہ رکھو دیکھو
اگر یہ ثابت ہو جائے کہ تم نے چاندی کے برتن چھپا دیئے ہیں تو پھر تمہاری کیا
سزا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اگر یہ بات ثابت ہو جائے کہ ہم نے اپنے چاندی کے
برتن کہیں چھپا دیئے ہیں تو ہمکو قتل کیجئے اور ہمارے اہل عیال کو بندی۔
اسپر رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حاضرین اس بات کے گواہ رہیں
پھر اپنے صحابہؓ میں سے دو تین آدمیوں کو حکم دیا کہ جاؤ فلاں جگہ کھودو اور دیکھو
اس میں کیا ہے وہ گئے اور چاندی کے برتن نکال لائے دونوں لڑکے ازحد
شرمندہ ہوئے اور رسول خدا صلعم کی نشان دہی پر سخت حیران ہوئے انہیں یقین
نہ تھا کہ جس جگہ انہوں نے برتن دفن کئے ہیں اسکا کسی کو علم ہوگا۔ آخر وہ
اپنی شرط کے بموجب قتل کئے گئے باقی سب کو امان دی گئی اور مال اسباب جو
وہ لائے تھے مومنین میں حسب دستور تقسیم کردیا گیا۔

رسول خدا صلعم اپنے صحابہؓ میں خوش و خورم بیٹھے تھے کہ اہل خیبر میں سے
ایک عورت بکری کے کباب لیکر آئی اور آنحضرت صلعم کے روبرو رکھدیئے

وہ عرض کرنے لگی کہ آپ نے جو نیکی ہمارے ساتھ کی ہے اور ہمکو امان دی ہے اسکے شکریہ میں میں یہ کباب تیار کر کے لائی ہوں آپ انہیں کھائیے اور میرے نذرانہ کو قبولیت کا شرف بخشئے رسول خدا صلعم نے صحابہؓ کو اشارہ کیا کہ کباب کھالو۔ جب انہوں نے کباب ہاتھ میں لئے تو سعاً آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ کباب پھینک دو۔ کیونکہ ان میں زہر ملا ہوا ہے۔ عورت کا رنگ فق ہو گیا اور آنحضرت صلعم نے اسکی طرف نظر اٹھا کر پوچھا کہ تو نے ایسا برا کام کیوں کیا؟ اُس نے ہاتھ جوڑ کر عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم مجھکو یہ آزمانا منظور تھا کہ آپ سچے نبی ہیں یا نہیں میں نے کبابوں میں اس لئے زہر ملا دیا تھا کہ آپ اگر سچے نبی ہوں گے تو اللہ تعالےٰ آپ کو ان کے ضرر سے آگاہ کر دے گا۔ اور آپ کو محفوظ رکھے گا۔ اور اگر آپ (نعوذ باللہ) جھوٹے ہوں گے تو زہر کھا کر مر جائیں گے۔ اور عرب کو آپ کے ہاتھ سے نجات مل جائیگی۔ سو مجھپر ثابت ہو گیا کہ آپ واقعی سچے نبی ہیں اور اللہ کے رسول صلعم ہیں میں صدق دل سے آپ کا دین قبول کرتی ہوں اور آپ کا کلمہ پڑھتی ہوں رسول خدا صلعم نے اسکو معاف کر دیا اور وہ زمرۂ اسلام میں داخل ہو گئی۔ اِس کے بعد آنحضرت صلعم نے لشکر کو کوچ کا حکم دیا۔

اِدھر رسول خدا صلعم مظفر و منصور مدینہ منوّرہ کو تشریف لے گئے اور اُدھر ایک شخص حجاج نامی نے مکّہ میں پہونچکر اہل مکّہ کو یہ خبر سنادی کہ لشکر اسلام کو اہل خیبر نے شکست فاش دی۔ اور پیغمبر اسلام (نعوذ باللہ) اہل خیبر کے ہاتھ اسیر ہو گئے اس خبر کے مشہور ہونے پر سرداران مکّہ حجاج کے گھر گئے۔ اور اُس سے پوچھا کہ تو کیا خبر لایا ہے اُس نے کہا کہ جنگ خیبر میں موجود تھا۔ اہل خیبر نے مسلمانوں کو شکست دی اور اُن کے لشکر کو قتل کیا اور پیغمبر اسلام کو اسیر کر لیا۔ اور وہ کہتے تھے کہ انہیں قتل نہیں کرینگے۔ بلکہ اہل مکّہ کے پاس زندہ بھیجدینگے۔ یہ سنکر وہ از حد

حضرت عباسؓ یہ سنکر بہت خوش ہوئے اور وعدہ کیا کہ تمہاری واپسی تک میں اس راز کو کسی پر آشکارا نہ کرونگا۔

حجاج وہاں سے رخصت ہو کر گھر آیا اور رات کو بی بی سے ذکر کیا۔ کہ مسلمانوں کا مال جو اہل خیبر کے ہاتھ آیا ہے بہت سستا فروخت ہوگا اور مکہ سے بہت سوداگر اس مال کی تاک پر جائیں گے۔ اگر میں اُن سے پہلے جاکر بہت سا مال خرید لوں تو ہم کو بڑا نفع حاصل ہوگا۔ اور ہم بڑے دولتمند بن جائیں گے۔ جسقدر تیرے پاس روپیہ ہے سب کا سب مجھے دیدے میں آج رات ہی پچھلے پہر یہاں سے چلا جاؤں گا۔ اور جاتے ہی مال خرید لوں گا۔ عورت لالچ میں آگئی۔ اور اُس نے سب کا سب روپیہ نکال دیا۔ حجاج پچھلی رات کو اُٹھا اور روپیہ باندھ کر اونٹ پر سوار ہو کر مکہ سے جلد نکل گیا۔

جب صبح ہوئی تو حضرت عباسؓ حجاج کے گھر آئے اور پوچھا کہ حجاج کہاں ہے۔ حجاج کی بی بی نے کہا کہ وہ رات کو خیبر کی طرف اسباب خریدنے گیا ہے۔ اسپر حضرت عباسؓ نے کہا کہ او احمق عورت حجاج تو مسلمان ہو گیا ہے اور وہ بجائے خیبر کے مدینہ کی طرف رسول خدا صلعم کی خدمت میں گیا ہے وہ ڈھونگ کر کے اپنا روپیہ تیرے قبضہ سے نکال لے گیا ہے اگر تجھکو اپنے شوہر کی خواہش ہے تو جلد مدینہ جاکر اس سے مل جا۔ کیونکہ اُس نے خیبر کے متعلق جو خبر اڑائی تھی۔ وہ محض اپنا روپیہ حاصل کرنے کے لئے بنائی تھی ورنہ اہل خیبر رسول خدا کے مطیع ہو گئے ہیں اور اہل اسلام مظفر و منصور اور مالا مال ہو کر مدینہ چلے گئے ہیں یہ سنکر وہ عورت زار زار رونے اور واویلا کرنے لگی۔

حضرت عباسؓ وہاں سے رخصت ہو کر کعبہ میں گئے وہاں مشرکین ... بیٹھے تھے اور بڑی خوشی منا رہے تھے اور سماکتہ رہی

رسول خدا صلعم اور صحابہؓ پر سب و شتم کر رہے تھے۔ جب اُنہوں نے حضرت عباسؓ کو آتے دیکھا تو تمسخر سے پوچھنے لگے کہو عباس تیرے بھتیجے کی کوئی خبر آئی ہے اب وہ کہاں ہے؟ اور کیا کر رہا ہے؟

حضرت عباسؓ نے کہا خبر تو میرے پاس آئی ہے مگر تم یہ خوشی کیسے منا رہے ہو؟ اُنہوں نے کہا کہ ہم خوشی کیوں نہ منائیں۔ جب کہ ہمارے دشمن کو شکست ہوئی۔ اور اہل خیبر کے ہاتھ اسیر ہوا؟ حضرت عباسؓ نے فرمایا اے یارو تم کو کس نے یہ غلط خبر سنائی ہے میرے پاس جو خبر آئی ہے وہ یہ ہے کہ رسول خدا صلعم کو اہل خیبر پر کامل فتح ہوئی۔ اُن کا مال اسباب مسلمانوں میں تقسیم کیا گیا۔ ابی الحقیق کے دونوں بیٹوں کی گردنیں ماری گئیں اور اُن کے اہل عیال بندی میں لئے گئے۔ باقی سب کو رہائی دی گئی۔ اور لشکر اسلام مظفر و منصور مدینہ منورہ کو واپس چلا گیا۔ اسپر وہ گھبرا کر بولے کہ تو جھوٹ کہتا ہے۔ اچھا تیرے پاس کون خبر لایا ہے؟ حضرت عباسؓ نے فرمایا کہ جو شخص تمہارے پاس خبر لایا ہے وہی یہ خبر میرے پاس لایا ہے خود حجاج نے ہی مجھے یہ خبر دی ہے۔ اِسپر وہ آشفتہ ہو کر بولے کہ تو حجاج نے یہ خبر دی ہے۔ کہ لشکر اسلام کو شکست ہوئی۔ اسپر حضرت عباسؓ نے کہا کہ حجاج تو مسلمان ہو گیا ہے۔ اُس نے صرف اپنا روپیہ قبضہ میں لانے کے لئے یہ بات بنائی تھی۔ وہ اب مدینہ کو رسول خدا صلعم کے حضور چلا گیا ہے اور اپنا سب روپیہ بھی ہمراہ لیگیا ہے۔ یہ سب اُٹھکر حجاج کے گھر آئے اور حجاج کی بی بی کو روتے دیکھکر پوچھا کہ حجاج کہاں ہے؟ اُس نے کہا کہ وہ مسلمان ہو گیا ہے۔ کل وہ مدینہ چلا گیا ہے اور میرے لئے کچھ نہیں چھوڑ گیا اسپر سب مشرکین سخت شرمندہ اور نادم ہو کر گردنیں جھکائے اپنے اپنے گھر چلے گئے۔ اللہ تعالے نے اُن کو خوب ہی ذلیل اور رسوا کیا۔

نمبر ۵

فتح مکہ

صلح حدیبیہ میں رسول خدا صلعم اور مشرکین مکہ کے درمیان یہ بات قرار پائی تھی کہ تا اختتام میعاد صلحنامہ اہل اسلام مکہ پر حملہ نہ کریں گے اور مشرکین مکہ مدینہ پر چڑھائی نہ کرینگے۔ نہ فریقین ایک دوسرے کو کسی قسم کی اذیت پہونچائیں گے۔ ساتھ ہی اس کے یہ بھی قرار پایا تھا کہ فریقین کے حلیف یعنی ہم عہد قبیلے بھی امان میں رہیں گے۔ اور اگر فریقین کے حلیفوں میں کبھی جنگ چھڑ جائے تو فریقین اپنے اپنے حلیف کی امداد اور اعانت کرینگے۔

لیکن صلح کی میعاد ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ قبیلہ بنی بکر نے جو مشرکین مکہ کے حلیف تھے قبیلہ بنی خزاعہ پر جو رسول خدا صلعم کے حلیف اور ہم عہد تھے۔ حملہ کر دیا اور ان کے ساتھ لڑائی شروع کر دی۔ اور مشرکین مکہ کے قبیلہ بنی امیہ نے قبیلہ کنانہ کی حمایت اور اعانت کی۔ بنی خزاعہ کو ان کے ہاتھ سے سخت اذیت پہونچی۔ اور بنی خزاعہ کے چند آدمی رسول خدا صلعم کے پاس فریاد لے گئے۔ اور عرض کی کہ مشرکین مکہ کے قبیلہ بنی امیہ نے ہمارے دشمنوں کی اعانت کی ہے اور ہمکو سخت مصیبت میں ڈالا ہے اس لئے ہم آپ کی خدمت میں فریادی ہوئے ہیں کہ ہم لوگ آپ کے حلیف اور ہم عہد ہیں آپ ہماری امداد کیجئے۔ اور بنی امیہ سے ہمارا بدلہ لیجئے

رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ بیشک از روئے عہدنامہ ہمارا فرض ہے کہ ہم تمہاری امداد کریں۔ اور بلاشبہ ہم ضرور تمہاری اعانت کریں گے لیکن چند دن صبر کرو۔ جیسا کہ معاہدہ صلح کرنے والے کے مشرکین مکہ *

صلحنامہ کی شرط کو توڑ دیا ہے مگر پھر بھی ہم اُن پر حجت تمام کرنا چاہتے ہیں۔
جب ابو سفیان کو بنی اُمیہ کی اِس نازیبا حرکت کی اطلاع ملی۔ اور اُس نے سُنا کہ بنی خزاعہ اہل اسلام کی امداد کے خواستگار ہوئے ہیں تو وہ بہت ہی گھبرایا کیونکہ اب اہل اسلام کی جمعیت بہت بڑھ گئی تھی اور وہ ایک زبردست طاقت بن گئی تھی۔ ابی سفیان نے اپنے ہمراہی سرداروں کو جمع کیا۔ اور اُن سے مشورہ طلب کیا۔ یہ تجویز قرار پائی کہ ابو سفیان مدینہ میں جائے اور پیغمبر اسلام صلعم کے ساتھ صلحنامہ کی تجدید کرے اور اُسکی میعاد بڑھا دے۔ اسپر ابو سفیان مدینہ منورہ میں پہونچا اور حضرت علیؓ کے ہاں فروکش ہوا دوسرے دن وہ رسول خدا صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ مگر صحابہؓ نے اُسے آگے بڑھنے سے روک دیا۔ اِسپر اُس نے جھنجلا کر کہا کہ اے لوگو تم مجھے کیوں روکتے ہو۔ میں اپنے بھتیجے کو ملنے آیا ہوں تم ہمارے درمیان کیوں حائل ہوتے ہو؟ جب رسول خدا صلعم نے سُنا کہ ابو سفیان آیا ہے تو آپ نے فرمایا کہ اِس کو آنے دو ابو سفیان رسول خدا صلعم کے سامنے بیٹھ گیا اور آنحضرت صلعم نے اُس سے پوچھا کہ ابو سفیان مدینہ میں کس طرح آنا ہوا؟ ابو سفیان نے کہا کہ میں اِس غرض کے لئے یہاں آیا ہوں کہ جو صلحنامہ ہمارے اور آپ کے مابین ہو چکا ہے۔ اُس کی تجدید کی جائے۔ اور اُس کی میعاد بڑھا دیجائے اسپر رسول خدا صلعم نے فرمایا کہ کیا کوئی نئی بات پیش آئی ہے؟ ابو سفیان نے کہا کہ اور تو کوئی نئی بات پیش نہیں آئی۔ صرف ہمکو اس بات کا اندیشہ ہے کہ ہم میں سے بنی اُمیہ نے جو غلطی کی ہے اُس کی وجہ سے آپ ہم سے لڑائی کا قصد نہ کریں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ہم میں اور آپ میں آیندہ کبھی لڑائی ہو۔ رسول خدا صلعم یہ سُنکر مسکرائے اور ابو سفیان

کو کچھ جواب نہ دیا۔ اسپر ابوسفیان نے حضرت ابوبکرؓ کو کہا کہ آپ بھی اہل قریش ہیں آپ اپنے بھائیوں کی سفارش کریں۔ اور اپنے پیغمبر سے انہیں امان دلائیں حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا۔ کہ اللہ اور اُس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ پھر اُس نے حضرت عثمانؓ کو کہا۔ کہ آپ ہی اس معاملہ میں دخل دیجیئے۔ حضرت عثمانؓ نے کہا کہ اللہ اور اُس کے رسول کے معاملہ میں ہم میں سے کوئی شخص دخل نہیں دے سکتا۔ پھر حضرت عمرؓ کو کہا کہ آپ ہی یہ کام اپنے ذمہ لیں کیونکہ اہل قریش آپ کے قریبی ہیں حضرت عمرؓ نے کہا کہ جو کچھ قرابت ہم میں اور تم میں تھی اسکو خدا تعالٰے نے توڑ دیا۔ اور صلہ رحم کو قطع کر دیا۔ خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر تو رسول خدا صلعم کے حضور بیٹھا نہ ہوتا تو میں تجھکو قتل کرتا۔ اسپر ابوسفیان ناراض ہو کر بولا۔ کہ اے عمرؓ میں قوم قریش میں بزرگ اور ممتاز ہوں اور میرے سامنے کبھی کسی نے ایسی سخت بات نہیں کی پھر تو نے کس طرح یہ جرأت کی! حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ میں نے یہ سخت کلمہ اس لیئے کہا کہ تو خدا اور اُس کے رسول صلعم کا دشمن ہے اور جو شخص خدا اور اُس کے رسول صلعم کا دشمن ہو اُسکو میں واجب القتل سمجھتا ہوں ؞

غرض کسی نے بھی ابوسفیان کی بات نہ مانی اور وہ یہ کہکر کہ یہ عجب قوم ہے کہ سب کے دل ایک ہیں اور اپنے پیغمبر کی اطاعت اور فرمانبرداری دل و جان سے کرتے ہیں ناکام واپس چلا گیا ؞

ابوسفیان کے جانے کے بعد رسول خدا صلعم نے اعلان دیا کہ سب لوگ جنگ کی تیاری کریں اور مدینہ کے باہر لشکر گاہ میں جمع ہوں ؞

سب نے تیاری شروع کر دی ایک کثیر جماعت لشکر گاہ میں جمع ہو گئی۔ اور بڑے تزک و احتشام کے ساتھ لشکر اسلام مکہ کی طرف روانہ ہوا۔

وہ نبی کریم اور رسولِ خدا صلعم جنہیں اہل مکہ نے سخت ایذائیں دی تھیں اور آخر آپ کی جان لینے کی کوشش کی اور جو سخت مجبور ہو کر صرف ایک یارِ غار یعنی صدیق اکبرؓ کی ہمراہ بے ساز و سامان اپنے وطن سے خفیہ نکل جانے پر مجبور ہوگئے تھے۔ اور جو غاروں میں چھپتے اور دشمنوں سے بچتے ہوئے بصد مشکل مدینہ منورہ میں پناہ گزین ہوگئے تھے۔ اور جن کے پاس اللہ کے نام اور اللہ پر کامل یقین اور بھروسہ کے سوا اور کچھ نہ تھا اور جن کو اُن کے بھائیوں اور رشتہ داروں نے مدینہ میں بھی چلین لینے نہ دیا تھا اور آئے دن اُن کے ساتھ مقابلہ اور مقاتلہ کرتے رہتے تھے۔ وہ نبی معصوم اور رسولِ خدا صلعم آج اللہ تعالیٰ کی تائید اور توفیق سے دس ہزار لشکر جرار کے ہمراہ بڑی شان و شوکت اور ہیبت الٰہی کے ساتھ مکہ کے قریب رونق افروز ہوئے اور مکہ سے تھوڑے فاصلہ پر لشکر کا ڈیرا لگا دیا۔

اہل مکہ یہ خبر سنکر سہم گئے اور اُن کے چہروں پر ہوائیاں اُڑنے لگیں انہیں اپنی کرتوتیں یاد آ رہی تھیں۔ جو انہوں نے رسول خدا صلعم اور آپ کے صحابہؓ کے ساتھ کی تھیں۔ اُنہیں وہ ظلم اور تشدد یاد آ رہا تھا۔ جو اُنہوں نے پیغمبر اسلام اور جماعت اسلام کے ساتھ روا رکھا تھا۔

اُنہوں نے فی الفور مشورہ کیا اور ابوسفیان کو اسلامی لشکر میں روانہ کیا۔ جب ابوسفیان لشکر اسلام کے قریب گیا۔ تو اُسے چند تیر انداز دکھائی دیئے جو لشکر اسلام کی حفاظت کے خیال سے وہاں متعین تھے تیر اندازوں نے

بھی ابوسفیان کو آتے دیکھا۔ اور انہوں نے چاہا کہ ابوسفیان کو تیر کا نشانہ بنائیں۔ مگر اتفاق سے حضرت عباسؓ وہاں موجود تھے۔ انہوں نے تیر اندازوں کو تیر چلانے سے منع کیا۔ اور آپ ابوسفیان کے پاس گئے۔ ابوسفیان چونکہ ان کا قریبی تھا۔ اور ایام جاہلیت میں ان کا ہم جلیس اور ہم نشین تھا اس لئے وہ چاہتے تھے کہ ابوسفیان پر کوئی مصیبت نہ آئے۔ انہوں نے ابوسفیان کو کہا کہ تیری جان کی خیر نہیں اگر تو نے لشکر اسلام تک زندہ پہنچنا ہے تو مسلمان ہو کر وہاں جا۔ ورنہ تو مارا جائیگا اس پر ابوسفیان نے کلمہ پڑھا مگر چونکہ دل صاف نہ تھا کلمہ اس کی زبان سے صاف نہ نکلا پھر حضرت عباسؓ نے اس کو کہا کہ تو صدق دل سے مسلمان ہوجا۔ کیونکہ اس میں تیری دنیوی اور دینی نجات ہے ابوسفیان مسلمان ہو کر حضرت عباسؓ کے ہمراہ رسول خدا صلعم کے سامنے آیا۔ اور حضرت عباسؓ نے عرض کی کہ یا رسول اللہ صلعم ابی سفیان مسلمان ہوگیا ہے۔ اور آپ اس پر نظر عنایت کیجئے۔ اور اس کے رتبہ اور عزت کا لحاظ کیجئے۔ کیونکہ وہ ہماری قوم میں ممتاز ہے اس سے جو کچھ اب تک ہوا محض نادانی کی وجہ سے ہوا اس کو معاف کیجئے پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ اچھا ابوسفیانؓ کو اپنے خیمہ میں لے جاؤ۔ اور آج شب اپنے پاس رکھو۔ چنانچہ حضرت عباس اسے اپنے خیمہ میں لے گئے۔ اور اس جگہ اس نے رات بسر کی۔ جب صبح کی اذان ہوئی۔ اور مسلمان نماز کے لئے اٹھے۔ اور وضو کرنے کے لئے پھرنے چلنے لگے۔ تو ابوسفیان نے گھبرا کر پوچھا کہ یہ کیسا شور ہے حضرت عباسؓ نے کہا کہ نماز کی اذان ہوئی ہے اور لوگ نماز کے لئے وضو کر رہے ہیں۔ چلو ہم بھی وضو کر کے نماز میں شامل ہو جاویں۔ ابوسفیان نے کہا کہ مجھے پہلے رسول خدا صلعم کے

پاس بھیجو تاکہ تب بھی میں ثابت کیا تھا اسلام لاؤں۔ حضرت عباسؓ
نماز کی جماعت ہوتے دیکھ کر ابوسفیان کو آنحضرت صلعم کی خدمت میں
لے گئے۔ ابوسفیان نے اسلام کا اقرار کیا اور کلمہ شہادت پڑھا اس کے
بعد سوال کیا کہ یا رسول اللہ صلعم آپ کے اس لشکر میں بہت لوگ
عوام الناس ہیں کیا آپ اس بات کو روا رکھیں گے کہ جب آپ
مکہ پر قبضہ کریں تو قوم قریش پر ان لوگوں کو ترجیح دیں اور قریش کی
بیٹیاں اُن لوگوں کے لئے مباح کریں۔ رسول خدا نے فرمایا کہ ہاں
میں اور میرا رب ان لوگوں سے راضی ہیں جنہوں نے میری تصدیق
کی مجھ پر ایمان لائے۔ مجھے اپنے ہاں جگہ دی۔ اور ہر طرح میری امداد
اور اعانت کی۔ جب کہ میری اپنی قوم اور عزیزوں نے میری تکذیب
کی مجھکو میرے گھر اور وطن سے نکال دیا۔ اور میری جان لینے کے درپئے
رہے اُن لوگوں کو میں قوم قریش پر ترجیح دیتا ہوں اور اللہ تعالے نے
اُن کو شرف اور بزرگی بخشی ہے قریش کیا بلکہ بادشاہوں کی بیٹیاں
بھی اُن کو مباح ہیں۔ کیونکہ وہ ہر طرح اُن کے سزاوار ہیں۔ ابی سفیان
یہ سُنکر دنگ رہ گیا۔ اور دل میں سمجھا کہ واقعی رسول خدا صلعم سچ فرماتے
ہیں۔ پھر حضرت عباسؓ نے ابوسفیان کو نماز کے لئے جماعت میں
کھڑا کر دیا۔ جب نماز سے فراغت ہوئی تو ابوسفیان نے پھر حیران
ہو کر کہا کہ یہاں کسی بڑے چھوٹے کی تمیز نہیں اور جو کچھ رسول خدا صلعم کرتے
ہیں وہی بلا تامل تمام جماعت کرتی ہے جب رسول خدا صلعم رکوع
میں جاتے ہیں یا آپ سجدہ میں گرتے ہیں تو سب اُن کی پیروی
کرتے ہیں جب آپ سلام پھیرتے ہیں تو سب سلام پھیر دیتے ہیں

حضرت عباس رضؓ نے کہا کہ یہ ایسی قوم ہے کہ رسول خدا صلعم اگر اُن کو کھانے پینے سے منع کر دیں تو یہ کھانا پینا فی الفور چھوڑ دیں۔ اسپر ابوسفیان نے کہا کہ واقعی یہ عجیب قوم ہے اور ان میں عجیب اتفاق اور اتحاد ہے۔ میں خوش ہوں کہ میں بھی اس قوم میں شامل ہو گیا لیکن مجھکو یہ خوف ہے کہ میری قوم کو یہ لوگ ہلاک کر دیں گے۔ کوئی ایسی تدبیر ہو کہ میری قوم کو امان ملجائے۔ اسپر حضرت عباس رضؓ نے رسول خدا سے عرض کی۔ آپ نے فرمایا کہ تم ابوسفیان سوار ہو کر مکہ میں جاؤ اور اعلان کر دو کہ جو شخص ابوسفیان کے گھر میں چلا جائیگا اُسکو امان دیجائے گی۔ اور جو شخص اپنے گھر کا دروازہ بند رکھیگا اور لشکر اسلام کا داخلہ کیوقت مزاحم نہ ہوگا۔ اُس کو بھی امان دیجائے گی۔ لیکن چند ایک خاص آدمی اور وہ شخص جو مقابلہ پر اڑے گا۔ اُن کو امان نہیں دیجائے گی +

ف جب ابوسفیان نے مکہ میں جا کر اعلان کیا کہ تو عکرمہ بن ابوجہل اور دیگر سرداران مکہ اسکو لعنت ملامت کرنے لگے۔ کہ تو نے دین آبائی چھوڑ دیا۔ اور مسلمان ہو گیا۔ اسپر ابوسفیان نے کہا کہ تم سب کو پیغمبر اسلام کا مطیع ہونا پڑے گا۔ کیونکہ رسول خدا صلعم کے ساتھ ایسا جرار لشکر ہے۔ کہ تم ہرگز اُس کے مقابلہ کی تاب نہ لاسکو گے۔ وہ تمہاری تکہ بوٹی اڑا دیں گے۔ اور تمہارے شہر کی اینٹ سے اینٹ بجا دیں گے اسپر سب گھبرائے اور مزاحمت مقابلے کا خیال اُن کے سر سے جاتا رہا۔

جب حضرت عباس واپس رسول خدا صلعم کی خدمت میں آئے تو انہوں نے عرض کی کہ اہل مکہ سب مطیع ہو جائیں گے۔ آپ لڑائی کچھ عرصہ بند رکھیں اور اہل شہر کو مہلت دیں کہ وہ خود حاضر

ف عکرمہ نے خفیف سی مزاحمت کی تھی۔

ہوکر امان کے خواستگار ہوں۔ جب بڑے بڑے سردار جنہوں نے رسول خدا صلعم اور صحابہؓ کو سخت ایذائیں دی تھیں ہاتھ باندھے ہوئے رسول خدا صلعم کے سامنے آئے تو آنحضرتؐ نے فرمایا کہ بتاؤ تم مجھ سے کس سلوک کے امیدوار ہو؟ وہ سب بدسلوکیاں جو انہوں نے آنحضرتؐ اور صحابہؓ کے ساتھ کی تھیں۔ ان کی آنکھوں کے تلے پھر گئیں انہوں نے سر جھکا دیئے اور کہنے لگے جو سلوک چاہیں آپ ہم سے کریں۔ مگر ہم امیدوار عفو کے ہیں۔ اسپر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے اُن کے خونخوار اور ظالم بھائی ترساں و لرزاں ہوئے تھے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے انہیں معاف کر دیا تھا میں بھی آج تم سب کو خواہ تم نے میرے ساتھ کس قدر بدسلوکیاں کیں۔ اور کسقدر ایذائیں پہونچائیں۔ صدق دل سے معاف کرتا ہوں اللہ تعالے ابھی تمکو معاف کرے۔ اسپر اُن کے آنسو بھر آئے۔ وہ آنحضرت صلعم کے پاؤں میں گر کر اسلام لائے۔ پچھلے گناہوں اور شرک سے توبہ کر کے الٰہی جماعت میں شامل ہوگئے۔ اور لات عزّے سے روگردان ہوکر ایک اللہ کے بندے بنگئے۔

مردوں کے بعد اُن کی عورتیں بھی آئیں۔ اور انہوں نے اسلام قبول کیا ابوسفیان کی بی بی ہندہ بھی آئی۔ جس نے حضرت حمزہ رضہ شیر خدا کو دغا سے شہید کر کے رسولخدا صلعم اور اہل اسلام کو سخت صدمہ پہونچایا تھا۔ پہلے تو آنحضرت صلعم نے اُس سے مُنہہ پھیر لیا۔ مگر پھر اُسکو معافی دیدی۔ اور اُس کی بعیت قبول کر لی۔

خالد بن ولید تو پہلے ہی اسلام لا چکا تھا اور اس وقت لشکر اسلام

اسلام میں ایک دستہ فوج کا افسر تھا اور عمرو بن عاص بھی خالد کے ہمراہ مسلمان ہوگیا تھا۔ اب عکرمہؓ بن ابوجہل اور دلیر نامی جنگجو بھی دائرہ اسلام میں داخل ہوگئے۔ اور اللہ تعالےٰ نے اپنے برگزیدہ اور محبوب رسول خدا صلعم کو تمام عرب پر بزرگی اور فضیلت بخشی ۔

وہ دُرِّ یتیم جس کو اس کی قوم اور عزیزوں نے شکستہ اور خستہ حالت میں گھر سے نکال دیا تھا۔ اب تمام عرب کا بادشاہ اور اہل عرب کے دلوں اور جانوں کا مالک ہوا۔ اور سلطانِ عرب بلکہ دونوں جہان کا شہنشاہ کہلایا ۔

رسول خدا صلعم چند دن مکہ میں رہے ۔ کعبۃ اللہ یعنے خانہ خدا کو بتوں سے پاک و صاف کر کے اور شرک کو نیست و نابود کر کے مدینہ منورہ کو واپس[2] تشریف لے گئے ۔

نوٹ [1] عکرمہ بن ابوجہل پہلے مکہ سے بھاگ گیا تھا۔ کیونکہ اس نے لشکر اسلام کے داخلے کے وقت خالد بن ولید کے دستہ کی مزاحمت کی تھی مگر بعد ازاں وہ جلد واپس آگیا اور مسلمان ہوگیا

نوٹ [2] جب مکہ فتح ہوگیا۔ اور مشرکین زمرۂ اسلام میں داخل ہوگئے تو اہل مدینہ کو یہ فکر پیدا ہوئی کہ شاید آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم آئندہ کے لیے اپنے وطن مکہ میں سکونت اختیار کر لیں اور مدینہ کی رہائش ترک کردیں۔ یہ بات آنحضرت نے سنی تو اہل مدینہ کو بلا کر تسلی و تشفی دیکر فرمایا۔ کہ خدا نہ کرے کہ میں مدینہ کی رہائش ترک کروں۔ میں ہمیشہ تمہارے پاس ہی رہوں گا۔ اور تمہارے پاس ہی وفات پاؤں گا ۔

نمبر ۱

جنگ تبوک ۱۳ھ

۱۱ھ میں رسول خدا صلعم کی وفات پر حضرت ابوبکر رضؓ صدیق صحابہ رضؓ کرام کی اتفاق رائے سے خلیفہ اوّل منتخب ہوئے اس وقت عرب کے لوگ بکثرت مرتد ہو گئے تھے اور جا بجا شورش برپا ہو گئی تھی مدعیان نبوت یہ موقعہ غنیمت سمجھکر لوگوں کو بہکانے لگے۔ اور اپنے ساتھ بڑی جمعیت پیدا کر لی۔ وقت ایسا نازک آ گیا تھا۔ کہ وہ رحمت الٰہی کا اسلامی درخت جو شہیدوں کے خون سے بویا گیا تھا اور دشمنان اسلام کے خون سے سیراب ہو کر ایک شاندار اور پُرثمر درخت بن گیا تھا۔ اس درخت کے کٹ جانے کا اندیشہ ہو گیا تھا۔ مگر خلیفہ اوّل نے جنکو اللہ اور اس کے رسول مقبول صلعم پہ کامل بھروسہ اور ایمان تھا۔ ایک لحظے کے لئے بھی ہمت حوصلہ اور استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی تائید اور صحابہ رضؓ کرام کی ہمت سے اس تمام فتنہ کو فرو کیا۔ مدعیان نبوت کو نیست و نابود کیا۔ جنگ یمامہ میں مسیلمہ کذاب کو جسکی جماعت کی تعداد ایک لاکھ تک پہنچ گئی تھی۔ قتل کر کے بڑی شاندار فتح حاصل کی اور عرب میں اسلام کی بنا از سر نو مضبوط اور مستحکم کی۔ بہت سی باغی اقوام عرب کو از سر نو مطیع کرنے اور خصوصاً جنگ یمامہ میں بڑی سخت لڑائی کے بعد فتح حاصل کرنے کا فخر اسلام کے نامور شجاع اور فن جنگ میں کامل ماہر حضرت خالد بن ولید سیف اللہ (الٰہی تلوار) کو حاصل ہوا تھا

جب سر زمین عرب کے اندر امن قائم ہو گیا تو خلیفہ اوّل نے عرب کی شمال

مشرقی اور شمالی مغربی سرحد کی طرف توجہ فرمائی۔ اِن دنوں عراق عربی کا علاقہ جو عرب کی شمال مشرقی حد سے ملتا ہے۔ شاہ فارس کے ماتحت تھا۔ جسکا دار الخلافہ دریائے دجلہ پر شہر مدائن تھا۔ اور سیریا یعنے شام اور فلسطین کا علاقہ جو عرب کی شمال مغربی حد سے ملتا ہے شاہ روم کے ماتحت تھا۔ جسکا دار الخلافہ قسطنطنیہ تھا۔ اِن علاقوں کی سرحدی اقوام ہمیشہ عرب کی حد پر جو اسلام کی حفاظت میں آچکی تھی یورش کرکے لوٹ مار کرتی رہتی تھیں۔ اور آئے دن سرحد پر ہل چل و شورش مچائے رکھتی تھیں۔ علاوہ اس کے ایک مسلمان ایلچی کو انہوں نے رسول خدا صلعم کے زمانہ میں قتل کر دیا تھا۔ اور مسلمانوں اور اُن کی حفاظت میں آئی ہوئی اقوام کا دم ناک میں کر رکھا تھا۔

خلیفہ اوّل نے اِن اقوام کی سرکوبی اور سرحد پر امن قائم کرنے کے لیے ایک اسلامی لشکر بھیجنا تجویز کیا۔ اور عرب کے تمام قبیلوں کو اس لشکر میں شامل ہونے کی دعوت دی۔ چند دن گذرے تھے کہ عرب کے قبیلے جوق در جوق مدینہ منورہ میں آنے لگے۔ سب سے پہلے یمن کی قوم حمیر زرہیں اور خود پہنے اور عربی کمانیں لٹکائے ہوئے مع اپنے سرداروں کے مدینہ منورہ میں وارد ہوئی۔ اُس کے پیچھے قوم مذحج اصیل گھوڑوں پر سوار تیر باندھے ہوئے آئی۔ اُن کے پیچھے قبائل کے دکھائی دیئے اُن کے بعد قوم ازد تھی۔ اُن کے بعد قوم بنو عبس آئی۔ پھر قوم کنانہ وارد ہوئی اسی طرح یکے بعد دیگرے مختلف قبیلے جمع ہوئے۔ اور مدینہ منورہ کے باہر میدان میں ڈیرے لگا دیئے۔

خلیفہ اوّل اُن لوگوں کی آمد پر بڑے خوش ہوئے اور اللہ تعالےٰ کا

لشکر پر سپاہ راستہ۔

جب چند دن گذر گئے اور لشکریوں کو چارہ وغیرہ کی تکلیف محسوس ہونے لگی۔ تو سب قبائل کے سردار مشورہ کر کے خلیفہ اول کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کی یا خلیفہ رسول اللہ صلعم ہم لوگ حضور کی دعوت پر اللہ کی راہ میں جان دینے کے لئے حاضر ہوئے ہیں اور یہاں چارہ وغیرہ کی تکلیف ہو رہی ہے۔ اگر کوئی امر مانع نہ ہو تو حضور ہمیں شام کی طرف روانہ فرمادیں "تاکہ ہم اللہ کی راہ میں جانیں فدا کر کے ثواب دارین حاصل کریں۔"

خلیفہ اول اہل اسلام کی سرگرمی شوق شہادت اور اللہ کے راہ میں جلد جانے کی آرزو دیکھ کر بہت ہی خوش ہوئے۔ اور فرمایا خدا اور اسکا رسول صلعم آپ لوگوں سے راضی ہے۔ اللہ تعالے تمہاری آرزوں کو پورا کرے۔ اور تمکو جنت اور اس کی نعمتیں نصیب کرے۔ بہت بہتر آج تمہاری روانگی کی تجویز کر دیجاتی ہے تم سب اپنے ڈیروں پر جا کر تھوڑی دیر انتظار کرو۔

جب سردار رخصت ہو گئے تو خلیفہ اوّل نے حضرت عمر رض حضرت عثمان حضرت علی رض اور حضرت سعید بن زید کے ساتھ مشورہ کیا اور بعد مشورہ ہمراہ لشکرگاہ میں تشریف لے گئے۔ لشکر کو ملاحظہ کر کے حضرت صدیق رض کا چہرہ چمک اٹھا اور جناب باری میں دعا کی کہ اے پروردگار یہ تیرے بندے تیری راہ میں اسلام کی خدمت کو جاتے ہیں۔ ان کو صبر عطا کر اور ان کو دشمنوں پر نصرت دے اور ان کو دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھ۔

دعا کے بعد آپ نے ایک ہزار سوار کا دستہ منتخب کر کے اُن کے لیئے ایک علم تیار کیا۔ اور یزیدؓ بن ابو سفیان کو بلا کر علم اُن کے ہاتھ میں دیا۔ اور اُن کو اس ہزار سوار پر افسر مقرر فرمایا +

اس کے بعد ایک ہزار سوار کا ایک اَور دستہ منتخب کیا اور ربیعہؓ بن عامر کو جو حجاز میں نامی شہسوار اور بڑا شجاع تھا اُن پر افسر مقرر کر کے فرمایا کہ تم یزیدؓ بن ابو سفیان کے دستہ کے آگے رہو اور یزیدؓ بن ابو سفیان تمہارا امیر ہوگا۔ جو کچھ وہ حکم کرے اسکی تعمیل کرنا۔ پھر یزیدؓ بن ابو سفیان کو فرمایا کہ ربیعہ بن عامر مشہور بہادر اور سرگردہ آدمی ہیں۔ اُن کی بزرگی کا پاس رکھنا اور ہر کام میں اُن سے مشورہ لے لیا کرنا۔ اور آپس میں ہمیشہ اتفاق رکھنا +

اس کے بعد اس لشکر کو روانگی کی اجازت دی اور آپ پا پیادہ اُنکے ہمراہ چلے +

راستہ میں یزیدؓ بن ابو سفیان نے عرض کی یا خلیفہؓ رسول صلعم مجھے شرم آتی ہے۔ کہ ہم سوار ہیں اور آپ پیادہ ہیں۔ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم بھی پیادہ چلیں یا آپ بھی سوار ہو جائیں۔ خلیفہ اول نے فرمایا۔ کہ نہ تو میں ہی سوار ہونگا۔ اور نہ تمکو گھوڑے سے اُترنے دونگا۔ اِسکا کچھ خیال نہ کرو۔ صرف اللہ اور رسول صلعم کو اپنے خیال میں رکھو۔ نیز اِس بات کا خیال رکھو کہ تم کس کام پر جارہے ہو +

جب مدینہ سے تھوڑے فاصلہ پر پہونچے۔ تو خلیفہ اول ٹھہر گئے اور ملنے لگے۔ اب میں تمکو الوداع کہتا ہوں۔ اور تمکو اللہ کے سپرد کرتا ہوں۔ وہ تمہارا حافظ اور ناصر ہو +

ضروری اطلاع

اسلام کے دلچسپ واقعات کا سلسلہ بڑا لمبا ہے پہلے یہ تجویز کی گئی تھی
ہ ایک نمبر چھوٹی تقطیع پر شائع کیا جائے۔ مگر اکثر اصحاب الرائے نے اسکو ناپسند
ہ ان کے مشورہ کے بموجب موجودہ پاکیزہ صورت میں اس مفید سلسلہ
ئع کرنا شروع کیا گیا ہے ہر ایک رسالہ علاوہ سرورق کے ۴۸ صفحہ کا ہوگا۔
ر ماہ میں کم از کم تین دو رسالے شائع ہوا کرینگے۔ جو صاحب اس کے مستقل
بننا چاہیں۔ وہ اپنی سہولت کے خیال سے سردست صرف ایک
روپیہ بذریعہ منی آرڈر بھیجدیں۔ عصہ میں ان کو ۴ رسالے پہونچ جائینگے
قیمت ہر رسالہ ۱۲ ار محصول ڈاک ۳ ار خرچ پیکنگ ار۔ چھ رسالوں کے
ے پر وہ پھر عصہ ار بھیجدیں علیٰ ہذا القیاس جو صاحب توفیق رکھتے ہوں
ت سے ۲ روپیہ ارسال کردیں۔ انکو سال بھر میں ۲۴ رسالے ارسال
ئینگے۔ غرض اپنی سہولت کو مدنظر رکھکر جو طریقہ ان کو پسند ہو اختیار کریں
ناظرین باتمکین سے التماس کیجاتی ہے کہ وہ براہ اخوت اسلامی اس کار خیر
میں امداد دیں اور اپنے احباب کو اس سلسلہ کی خریداری کی تحریک کرتے
ہ ماجور ہوں۔ تاکہ یہ مفید سلسلہ اہل اسلام کی نظر سے گذرتا رہے۔
نیاز مند۔ غلام قادر فصیح ہیونسپل کمشنر شہر سیالکوٹ